

تَمَّايرِ حَيَاةٍ

کھنؤ

پندرہ روزہ

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائدار ہو گا
 دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکان نہیں ہے
 کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرکم عیار ہو گا
 تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
 جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائدار ہو گا

علامہ اقبال

Rs.10/-

۲۰۰۹

Postal Regd. No.LW/NP/63/2009TO2011
 R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071

Vol. No. 46 Issue No. 0^

Fortnightly

Tameer-e-Hayat

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off: 0522-2740406
 Fax: 0522-2741221
 E-mail: nadwa@sancharnet.in

25 February, 2008

Mobile: 09415786548

Mohd. Akram
Jewellers



Near Odeon Cinema, Lucknow

New

Ph: 2266786

Sana Jewellers

شنا جوپلرس

Riyaz Ahmad
Ghayas Ahmad



۳۰۱/۱۷ سرائے بانس، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ۔

301/17, Srai Bans
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Res: 2226177
Akbari Gate
2268845

Shop: 9415002532
2613736
3958875

سونے چاندی کی دنیا میں ۵ سالہ دیرینہ نام

حاجی صفی اللہ جوپلرس
ہمارا نیسا شوروم

گز برجہاں کے سامنے این آباد لکھنؤ پروپریٹر: محمد اسماعیل

HAJI SAFIULLAH JEWELLERS

Opp: Gadbad Jhala Aminabad, Lucknow-18

Phone: Shop. 0522-2274606
0522-2616731

محمد اکرم جوپلرس

قبا اونگ

مینوفیکرس

ٹیکر اونگ - وند اونگ = ڈوم اونگ
فکس اونگ - لان اونگ - ڈیمودینٹ

سل کراسنگ گوری بازار - سرو جنی سگر کانپور روڈ - لکھنؤ

Tel : 0522-2817580 - 9335236026 - 9838095795

لکھنؤ کے قدم میں مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ
ٹوٹھیا، اسٹھیا

وقتیات، عرقیات، کارپیکر، کارپیکر فلم، روم فلم،
غورنن، رون گلب، مدن، مکھ، عرق، گلب،
میل کھڑا، اسٹی، جریل پروڈکس

لکھنؤ پر فلم اکشن میں کامیابی دی

اظہار سن پرفیو默س

اکشن لیکٹ پر فلم
ڈیجیتیک، جیئن، اسٹی، جنگ

PIZHARSON PERFUMERS

H.O.: Akbari Gate, Chowk, Lucknow
Tel: 0522-2255257 Mobile: +91-941309102
Branch: C-8 Jangpan Market, Hazratganj,
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell: 91-917848022
E-mail: izharsonperfumers@yahoo.com

Editor Shamsul Haq Nadwi, Printed & Published by Athar Husain
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph:0522-2614685

DESIGNED BY HAMID, DALIGANJ LUCKNOW. Mobile : 9889654027

اس شمارے میں



٢	شعر و دب
	سارے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں حضرت جگہ روا آبادی
۳	ادایہ
	ہماری ذمہ داری نذر الحفیظ ندوی
۴	نبوی صفاشرہ
	سچائی اور اعتراف قصور کی برکت حضرت مولانا سید محمد رام حسنی ندوی
۵	ہوشیار!
	هو شیار! مولانا عصیر الصدیق ندوی
۶	اصلاح معاشرہ
	مسترشقین کی علمی تحقیقات مولانا عصیر الصدیق ندوی
۷	حقیقت ایمان
	مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی
۸	تاریخ و سیر
	غزوات یوں تاریخی پس مظہریں محمود حسنی ندوی
۹	بعثت نبوی
	جیغم الرحمن صدقی پیغمبر اسلام اور انسانیت ذرا ہtron اول کو آواز دینا
۱۰	بے لاغ
	صلح حدیبیہ کی داستان عبد الرحمن حسنی ندوی
۱۱	سلماں نسک ندوی
	ہندوستانی میڈیا کا کروار امین الدین شجاع الدین
۱۲	شخصیت
	مولانا شہزاد اصلاحی فقہ و فتنوی
۱۳	مفتی محمد ظفر عالم ندوی
	سوال و جواب ایک مطالعہ
۱۴	پروفیسر خلیف احمد نطاوی
	"یادِ امام"
۱۵	فیصل احمد ندوی
	دو دن صنعت میں دسید کتب
۱۶	محاج، حج
	تعارف و تبصرہ

تَعْمِيرِ حَيَاتٍ

جلد نمبر ۹
شماره نمبر ۹

۱۰ امراءٗ ۲۰۰۹ء مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا سید حسین ندوی

(نااظم ندوۃ احشیاء لکھنؤ)

پروفیسر صاحب صدقی

(معتمد عالی ندوۃ احشیاء لکھنؤ)

زیر نگرانی

مولانا محدث حمزہ حسنی ندوی

(ناظر عالی ندوۃ احشیاء لکھنؤ)

مدیر عام

مولانا شمس الحق ندوی

نائب مدیر

محمود حسنی ندوی

مجلس مشاورت

مولانا عبداللہ حسنی ندوی • مولانا محمد خالد ندوی

غازی پوری

• امین الدین شجاع الدین

سالانہ زرخاون ۲۰۰۹ء فی شمارہ ۹

ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک کے لئے۔ ر ۲۵۰ ار

درافت تحریر جات کنام سے بنا ایں اور فرمیں جیسا کہ کسٹو کے پڑ پڑاں کریں، پیچ

سے بھی جانے والی رقم قابل قبول نہ ہوگی۔ اس میں اولاد کا انتصان ہوتا ہے۔ براؤ کرم اس کا خیال رکھیں۔

ترسل زر اور خط و کتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat

P.O.Box No.93 Tagormarg, Badshah Bagh, Lucknow-7
E-mail: nadwa@sancharnet.in Ph: (0522) 2740406

مضمون نکاری کرائے سے ادارہ کا حقیق ہونا ضروری نہیں ہے

اپ کے زرداری نہیں کیے جائیں کیونکہ اپ کا زرداری نہیں کیا جائے۔ لیکن ارادی زرخاون اسال کی ادا

تی ایک دو یا ہر یہ دو فارغ اور بمرتضیہ کیسیں، اگر مہاں یا ان سرخوازی پس خوش کو ارادی زرخاون اسال کی ادا

پڑھو۔ باش اپ ہمیں نے آزاد پر ٹکپ پر یہیں، نظریں آباد، لکھنؤ سے طبع کر کے دفتر تحریر جات

مکس سحافت و نشریات نیکو مارک، بار شاہد غانم کسٹو سے شائع کیا۔

Hashmat Ali (Tameer-e-Hayat) Lko.

Are you planning to sell your car ?

...which has served you faithfully for years would obviously mean a lot to you.

Now you can be rest assured, when it comes to selling your old car, **Classic Automotives**, always have the best offer for you.

We believe in true and realistic value for your used car which also spells '**Clean Deal**'.

Our other usual features are:

• Spot Settlement

- You don't have to wait for your money.

• Evaluation at your doorstep

- You don't have to move around wasting time in traffic jams.

• Risk free selling

- Your vehicle will not be sold without transfer of ownership.

• No commission • No Brokerage • No Hidden Costs

With all these lucrative benefits we wouldn't be expecting you to sell your car to any of your relatives, friends or mechanics!

Simply because, we are committed to this business and always give you the best deal with peace of mind.

Call 98451 00668

 classic
automotives
*Gear up for the
journey of life.*

Classic Automotives Bangalore Pvt. Ltd.

Indiranagar: #324, CMH Road, Bangalore 38. ☎: 32966155 9845600668

Mekri Circle: #40, C. V. Raman Avenue, Bangalore 80. ☎: 32966433 9945187878

HSR Layout: #9, BDA Complex, Sector VI, Bangalore 02. ☎: 32966133 9845226464

Jayanagar: #574, 11th Main, 5th Block, Bangalore 41. ☎: 32966144 9980582424

Yelahanka: #2, MIG, 1st Main, New Town, Bangalore 64. ☎: 32966166 9845700668

Whitefield: #132, Whitefield Main Road, Bangalore 66. ☎: 32966422 9845229292

www.classicautomotives.net

سارے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں سے بے خبر

حضرت جگر ادآبادی

- نغمہ تا نفس نفس، جلوہ تا نظر نظر ☆ اے مرے شاہد حیات اور اپنی قرب تر
- بندوستان مجھے ملک میں جہاں مسلمانوں کی حیثیت ایک ایسے ملت کی ہے جس کی اپنی مستقل تہذیب و ثقافت اور اپنی مخصوص شناخت ہے، یہاں ہمارا وجود اکثریت اور اقلیت ونوں سے الگ ہے، یہ پوزیشن بڑی فکر انگیز، اجتماعی طلب، اعلیٰ ذہانت، حقیقت پسندی اور سخت جدوجہد کی طالب ہے اور اس سے بڑی بن گئی مستقل عذاب، جان خراب شوق پر ☆ خود مری کاوش نگاہ، خود مری فکر پرده پر
- زمداریاں عامد ہوتی ہیں۔ ہماری پہلی اور بینادی فمداری یہ ہے کہ اپنے کو سنبھالیں، اخلاقی، روحانی، علمی، دینی ان چاروں راستوں سے اپنی بلندی، اپنی امتیاز اور اپنی افادیت و ضرورت ثابت کریں، یہ دین کے بقاء و تسلیم اور دین کے وقار و اعتماد کے باقی رہنے کے لیے ضروری ہے، اسلامی تاریخ میں بجدوں و مصلحین تیرا خلوص دبری، جان نہ ڈال دے اگر ☆ نالہ بھی میرا مضحل، نغمہ بھی میرا بے اثر
- کے کردار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات ضبط و حکم، خودداری، خوداعتمادی، تعاون علی البر والتعوی کی صلاحیت کا ثبوت دیتے رہے، ملت کے اجتماعی کاموں میں بے نفعی کا مظاہرہ، عالی ظرفی، بلند نظری، فراخ دلی اور اپنے ہم ملک ہی نہیں اپنے مخالفین تک کے کمالات و محاسن کے اعتراض کی جرأت و توفیق، معرفت جمال میں، کام نہ آئے بال پر ☆ عقل کہیں پا گر پڑی، چھوٹ گئی کہیں نظر
- ان کا انتقاء، اہل حکومت سے بے خوفی و بے نیازی اور کنارہ کشی، اپنے فرانک منسی کی ادائیگی میں مستعدی و سرگرمی، زائدانہ و تخفیفانہ زندگی اختیار کر کے ملت کے لیے حقیقی درود و کرب کی مثالیں پیش کیں، یہی وہ صفات ہیں جنہوں نے اسلام کی پوری تاریخ میں بینادی کردار ادا کیا ہے اور جماعتیں اور اداویں میں زندگی دیکھا ہے اک جہاں خاص میں نے کبھی کبھی جگر ☆ سارے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں سے بے خبر
- کی روچ پھوک دی اور زندہ رہنے کا استحقاق پیدا کر دیا تھا، یہی صفات آج بھی پوری ملت کو زوال سے بچائیں ہیں، مدارس کے فضلاء کے لیے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ اپنے اخلاق، سیرت و کردار میں بھی امتیاز رکھتے ہوں، اخلاص و تعلق مع اللہ میں بھی وہ امتیاز رکھتے ہوں، اور ان کی علمی و فکری سطح بھی بلند ہو، وہ مسائل حاضرہ کو سمجھتے بھی ہوں، اور ان کے حل کی بھی صلاحیت رکھتے ہوں، ان کا مطالعہ وسیع ہو اور وہ عصر حاضر کی زبان اور اسلوب پرقدرت بھی رکھتے ہوں آ، مری جان انتظار، آمرے آفتاب شوق ☆ حسن سے بھی بلند تر، عشق سے بھی لطیف تر
- اور جدید زہن کی ساخت اور مشکلات کو بھی سمجھتے ہوں، یہ کسی ایک جماعت علماء کی ایک ادارہ و مدرسہ کا مسئلہ نہیں ۱۷ ملک میں دین و علم کے مستقبل اور ملت کے ان پر اعتماد اور شریعت و علوم دین سے ارتباط کا مسئلہ ہے۔ ☆ شورش دور الاماں، گردش دہر الخدر
- ہماری فمداری کا دوسرا بینادی پہلو یہ ہے کہ ہم اس ملک میں تھا وہ ملت ہیں جو اللہ تعالیٰ کا واضح پیغام رکھتی ہے، آخری آسمانی محفوظ کتاب کی حامل لائکھ بیان درد دل اک وہ تبسم حزیں! ☆ بہکے ہوئے سے قافلے سہی ہوئی سی رہ گزر
- ہماری فمداری کا دوسرا بینادی انسانیت کے لیے اعلیٰ نمونہ ہے، اس ملت کے پاس ہر ہمدرم کسی ڈوبتے ہوئے محاشرہ، کسی بمحظی ہوئے چماغ کو، کسی بر باد ہوتے ملک کو، کسی رو بے زوال نہیں بلکہ کسی جاں بلب محاشرہ کو بچائیتے والا پیغام رہا ہے، اس پیغام نے ہمیں دوسری صدی ہجری اور ساتویں جھ سے کسی کو کام کیا، میرا کہیں قیام کیا ☆ تیرے بغیر زندگی، کب سے ہے شام بے سحر
- آٹھویں صدی ہجری میں رومی و ایرانی اور وسط ایشیا کے بیان معاشرہ کوئی زندگی اور تو اتنای عطا کی، اسی طرح تیرہویں صدی یوسوی میں نہیں وہی اور خون آشام جتنی ورزک نسل کی تاتاری قوم کو ایک نیا دین و نیا عقیدہ و مقصد زندگی، روحانیت، ترقی یافتہ تہذیب و ثقافت جامع و مکمل معاشرہ، تہذیب و انتظامی قانون اور نوع بوع حسن سے جونہ ہو سکا، کرگئی حسن کی اک آہ ☆ عشق نے توڑ دی کماں، عقل نے ڈال دی پر
- علوم و آداب دے کر ایک نئی زندگی و تو اتنای، قیادت و رہنمائی کی صلاحیت اور عالمی پیمانے کی افادیت و امتیاز عطا کیا۔ لائکھ ستارے ہر طرف ظلمت شب جہاں جہاں

ہم اس ملک میں عظیم ترین اقلیت میں ہیں، اگر ہم اپنی امتیازی صلاحیت کا ثبوت دیں، اکثریت سے زیادہ محنت کریں، اپنی افادیت، اپنے خلوص و صداقت کا مظاہرہ کریں تو قیادت ہی نہیں اس ملک کا رخ تبدیل کر سکتے ہیں، اور صاحب افتخار جماعت کو اپنی ضرورت و افادیت تعلیم کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں اس لیے کہ تھا ہم ہمارے اندر ہی زندگی کی رہنما باتی ہے دنیا کی اکثریتیں، روحانی و ایمانی حیثیت سے اور احصاب نفس کے لحاظ سے آخری اخلاقی شعور اور خیر کی

ایک طلوع آفتاب، دشت و چمن سحر سحر!

اللہ تعالیٰ کے ساتھ عجب و اعجمنی میں بوقت حج شریک
ہوا تھا جب کہ ہم نے اسلام پر عہد کیا تھا اور میں عجب کی
اس شرکت پر بدر کی شرکت کو ترجیح نہیں دیتا، اگرچہ بدر
لوگوں میں زیادہ مشور ہے۔

میرا قصہ یہ ہے کہ میں جب غزوہ تبوک میں

رسول اللہ تعالیٰ سے بچھے رہا، اس وقت مجھ میں قوت

یہ عہد نبوی کا ایک واقع ہے جو ان تین قدی نعمتوں کے دل افراد و ایمان برور دستان پر مشتمل ہے جو غزوہ تبوک میں بچھے

بھی تھی اور فراگت بھی، خدا کی حرم میرے پاس اکھا

رو گئے تھے، یہ صرف ایک واقع نہیں ہے بلکہ اس میں انسانی نفیات کی کشائش، خوشی اور شر کے مقابلہ میں

دو اونٹ کبھی بھی نہیں ہوئے تھے، لیکن اس غزوہ میں

میرے پاس ایک چھوڑ دوسروں ایمان تھیں اور رسول

اللہ تعالیٰ جب کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تھے تو کسی

پر اثر انداز ہوں، یہاں قانون بنانے میں ہمارا حصہ ہو سکتا ہے پھر اس ملک کے جمہوری ہونے کی وجہ سے اس ملک کی قیادت کا منصب بھی ہم حاصل کر سکتے ہیں،

اگر ہم اپنے کو اخلاقی و روحانی طور پر، ذہنی طور پر بھی اور عملی طور پر ممتاز و فائق ثابت کردیں تو اس ملک کی قیادت خود ہماری طالب ہوگی، ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم

اس ملک کے باشدوں کو عدل کا پیغام دیں، عقل سیم اور خدا تری اور انسان دوستی کا پیغام دیں، محبت اور سن سلوک سے کام لیں، ساری سیاسی پارٹیوں کی

موجودی اور کابجouں اور داشتگاہوں کی موجودگی میں تعلیم کا جو معیار اس وقت ہے اور اس کے جو سائل مہیا ہیں ان سب کے باوجود صاحب قیادت، خدا تری قیادت

اور انسان دوست قیادت کا منصب خالی ہے، ہم اپنی حیثیت پہچانیں اپنا منصب جائیں، ملک کے دستوری حقوق، اور اس سرزی میں کے وجود میں عشق و محبت کے

خیز اور اس کے مذہبی مزاج سے ہم فائدہ اٹھائیں، یہاں کا معاشرہ مذہبی ہے بیزار نہیں ہے، مسلمانوں کے خلاف عالمی سطح پر عوما اور ہندوستان کی راست پر خصوصاً جو فضا

و اخلاقی بحران نے بھی بڑی بے اطمینانی پیدا کر دی ہے، حق کے متلاشی کی بڑی تعداد ہے جو

زندگی و بیداری سے محروم ہو چکی ہیں۔
ہماری اکثریت یہ نہیں ہے کہ ہم کو کچھ آسانیاں چاہیں، کچھ آسانیاں چاہیں، ہم تو اس ملک کے نجات دہنے ہیں، ہم اس ملک کی آخری
امید ہیں، یہاں کی اکثریت تک ہم اپنا پیغام ہو چکیں وہ یہ محسوس کریں کہ یہ خود غرضی اور نفاسیت کا پیغام نہیں، اس کے بچھے سیاسی یا اقتصادی مقاصد نہیں، یہ وہ
پیغام ہے جس نے جاں بلب انسانیت اور دنیا کی بازاں میں بھی ایک بارہا مسیحیتی کی ہے، اس پیغام کا سرچشمہ اور اس کا محرك دوائی ہے جو رب العالمین ہے
اور اس پیغام کو لے کر آنے والے خدا کو وہ آخری رسول ہیں جو رحمت للعالمین بنائے کر سمجھے گئے تھے۔

اس ملت کی ایک امتیازی خوبی یہ ہے کہ وہ آخری امت ہے، حامل قرآن اور دایی الہ ہے وہ اقبال کی تعبیر میں محتسب کائنات ہے

ہے حقیقت جس کے دل کی احصاب کائنات

مسلمان قوم کا یہ امتیاز اور اس ملک کا جمہوری نظام، پھر مسلمانوں کی اتنی بڑی آبادی، یہ ساری باتیں اس کا موقع فراہم کرتی ہیں کہ ہم یہاں کے لظم و نق
پر اثر انداز ہوں، یہاں قانون بنانے میں ہمارا حصہ ہو سکتا ہے پھر اس ملک کے جمہوری ہونے کی وجہ سے اس ملک کی قیادت کا منصب بھی ہم حاصل کر سکتے ہیں،
اگر ہم اپنے کو اخلاقی و روحانی طور پر، ذہنی طور پر بھی اور عملی طور پر ممتاز و فائق ثابت کردیں تو اس ملک کی قیادت خود ہماری طالب ہوگی، ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم
اس ملک کے باشدوں کو عدل کا پیغام دیں، عقل سیم اور خدا تری اور انسان دوستی کا پیغام دیں، محبت اور سن سلوک سے کام لیں، ساری سیاسی پارٹیوں کی
موجودی اور کابجouں اور داشتگاہوں کی موجودگی میں تعلیم کا جو معیار اس وقت ہے اور اس کے جو سائل مہیا ہیں ان سب کے باوجود صاحب قیادت، خدا تری قیادت
اور انسان دوست قیادت کا منصب خالی ہے، ہم اپنی حیثیت پہچانیں اپنا منصب جائیں، ملک کے دستوری حقوق، اور اس سرزی میں کے وجود میں عشق و محبت کے
خیز اور اس کے مذہبی مزاج سے ہم فائدہ اٹھائیں، یہاں کا معاشرہ مذہبی ہے بیزار نہیں ہے، مسلمانوں کے خلاف عالمی سطح پر عوما اور ہندوستان کی راست پر خصوصاً جو فضا
و اخلاقی بحران نے بھی بڑی بے اطمینانی پیدا کر دی ہے، حق کے متلاشی کی بڑی تعداد ہے جو

ہم آہوان صمرا سرخونہادہ برک

بامیند آں کہ روزے بشکار خواہی آمد

کی تعبیر ہے، اس لیے محبت و سلوک، عدل و انصاف، باہمی ربط و تعلق، نوع انسانی کی فیر مشروط خدمت ہی کے ذریعہ ہم اکثریت کے دلوں اور دماغوں
میں جگہ حاصل کر سکتے ہیں، ہندوستان میں اسلام کے ہم تم بالشان کام کی زمین یہاں کی غیر مسلم آبادی ہی تو ہے، بے تعلقی، نفرت اور سیاسی کنگٹش کے جذبات سے
اس کیتھی کی آیاری نہیں ہو سکتی، مذاقت اور کری سکتی دوڑ لگانے سے؟ ہمارے رسول کی عالمگیر رسالت اور دین رحمت کی رو ج کے سراسر منافی ہے، محبت و خیز کی ای
سے ہی ہم دوسروں کے دلوں کو جیت سکتے ہیں، اس ملک میں اشتاعت اسلام کی راہ میں ہمارے اسلاف کی جدوجہد اور قربانیوں کی بنیاد اسی اصول پر تھی اور آج
بھی یہاں دعوت اسلام کا یہی اسلوب نتیجہ خیز، کامیاب اور کارآمد ہو سکتا ہے۔

محبت کے شر سے دل سراپا نور ہوتا ہے

ذرا سے بخی سے پیدا ریاض طور ہوتا ہے

محبت ہی سے پائی ہے شفا بیمار قوموں نے

کیا ہے اپنے بخت ختنہ کو بیدار قوموں نے

کیا ہے اپنے بخت ختنہ کو بیدار قوموں نے



.....تبوک کا یہ واقع ہو باقاعدہ کسی جنگ کے دراصل حضور ﷺ اپنے صحابہ کو ان کے ایمان بغیر اجماع پایا، متعدد قسم کے حالات اور خصوصیات کا حال ویقین کو مضبوط کرنے کے لئے اس طرح کے امور سے کھڑے تھے، ایک تو یہ کہ بڑے سخت گرمی کے موسم میں پیش آیا، اس میں شہر کے باغات کے اندر کے خوکگوار موسم اور گھروں کے آرام سے نکل کر خنک اور گرم صحراءوں سے سے گزر کر خالص بنتا ہے، اس طرح کا واقعہ حضرت کعب بن مالک کی عیز زبان سے سنئے:-

"حضرت عبد اللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے (جب کعب بن مالک ناپیٹا ہو گئے تو بھی وہ لوگ جو اپنے کو ظاہر اسلام پیش کرتے تھے اور اپنے کفر کو چھپاتے تھے، ان کا ناقق اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس وقت کھلے طور پر ظاہر فرمادیا کہ انہوں نے مختلف

سے بچھے رہ جانے کا قصد یوں بیان کرتے تھے کہ میں نے کعب بن مالک سے ناہیں کیا تھا اور کسی کسی غزوہ میں بھی بھی غیر حاضر نہیں رہا سوائے غزوہ تبوک اور غزوہ پدر کے، آپ ﷺ نے غزوہ پدر کی تازل ہوئی تو ان کی کھلی ہوئی مذمت کی گئی ان کے ساتھ سا تھے چند افراد ایسے بھی تھے کہ جو منافق تونے تھے، بھی یہاں دعوت اسلام کا یہی اسلوب نتیجہ خیز، کامیاب اور کارآمد ہو سکتا ہے۔

آپ ﷺ نے یہ غزوہ اس وقت کیا جب سچے اسلام شرکت پر کسی پر عتاب نہیں فرمایا تھا، کیونکہ بات یہ تکمیلی کی ارادہ کے آئے والے قابل (کی رکاوٹ کرنے) کے ارادہ سے نہ لئے تھے (وہ قابلہ تو آپ کے ہوئے تھے سے قبل آگے نہ سامان سفر شروع کر دیا، میں ہر روز صحیح کو اسی ارادہ سے کل گیا لیکن اس بہانہ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے سے آتا کہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ جانے کی تیاری کروں، لیکن یونہی اپنے تھا اور کوئی فیصلہ نہ کر پاتا تھا، لیکن بعض مواقع کی وجہ سے بلا کسی برے ارادہ کے جانے سے رہ گئے تھے، ان کا امتحان دوسرا طریقہ سے ہوا، یعنی شہر کے اندر ان کے بائی کاٹ کا حکم دیا گیا اور وہ لوگ پورے چالیس روز اپنے ساتھیوں، عزیزوں وغیرہ سے ریبا و تعلق اور عورتوں سے محروم رہے اور اس درمیان میں ان کو تینا بھی نہیں گیا کہ یہ بالکل کتب تک کے لئے ہے، چنانچہ وہ نقیاتی کرب میں بھی رہے۔

سچائی اور اعتراف قصور کی برکت

حضرت مولا ناصر مسیح مدح رالح حنفی ندوی

اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہو، تم (اس موقع پر آئے تو میرا بس سوچا ہوا ذہن سے نکل گیا اور میں کیسے) عاجز ہو گئے اور کوئی عذر نہ کر سکے، جیسے نے کہا یا کہ میں جھوٹی بات تاکہ نجات نہ پاؤں گا، سفر کی ہماہی اور سرگردی پوری ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمان بالآخر روانہ ہو گئے اور اس وقت تک میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکا، حجج کو آتا اور پہنچانے کے بعد مسلمان ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی سفر سے پہلے طرح وہ برا بر ملامت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں تھے تو پہلے مسجد میں آتے تھے، اس میں دور کعیت پڑھ کر تھے ارادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف پلٹ جاؤں پھر لوگوں کے پاس بیٹھتے تھے جب آپ ﷺ فارغ اور جھوٹ بول دوں، پھر میں نے ان سے کہا: کیا میری ہوئے تو یقینہ رہ جانے والے آئا کہ آپ ﷺ سے عذر کرنے لگے اور تمیں کھانے لگے، وہ کچھ اور اسی آدمی پاول، کاش میں سیکی کرتا، لیکن یہ بھی نہ کیا، رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد جب میں گھر سے باہر نکلا تھا تو مجھے رخ ہوتا تھا، کہ اس معاملہ میں میرے شریک حال دی لوگ تھے جو منافق تھے یا مخدوٰ، اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے اشام سفر میں یاد نہیں فرمایا، جوکہ حقیقت کر آپ ﷺ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کعب بن مالک کو کیا ہوا، بنی سلیمان کے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے، اسی حالت پر ہم نے ہر یہ دس راتیں گزاریں، ﷺ کی طرف سے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

ایک دنیہ کے بازار میں پھر رہا تھا کہ ایک بیٹی شام کے بیٹھوں میں سے تجارت کا غلے لے کر آیا، کہتا ہے: لوگ میری طرف اشارہ کرنے لگے، وہ میرے ہاتھ کوئی ٹھنڈی خوشی ہوتے تھے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ایسا چکلتا تھا کویا چکانہ کا ایک لکڑا ہے، تم اس حالت میں بیٹھا تھا جس کا نقش اللہ نے کھینچا ہے، مجھ پر میرا دل تک ہو گیا تھا اور زمین و سخت کے باوجود مجھ کیفیت کو پہنچاتے تھے، میں جب آپ ﷺ کے پاس آیا اور غسان کے پادشاہ کا ایک خط دیا، میں نے اس کو پڑھا، اس میں لکھا تھا: "مجھے خبر می ہے کہ تمہارے پیٹھاتوں میں نے کہا یا رسول اللہ میں اس خوشی میں اپنامال کوئی بلند آواز سے کہدا رہا تھا" اے کعب بن مالک تم کو حمد کرے، تم ذلت و ناقدری کی چکر رہنے پڑھتے ہوئے، یہ سنتے ہی میں بجہہ میں گرپا اور میں نے بھولیا کہ سرت کی گھری آگئی۔

صحیح کی تماز پڑھ کر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چکانی کے سب بحاجت دی اور میں نے اپنے لیے رکھ چوڑا ہے اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی حد تھی، میں نے کہا یا اور بڑی مصیبت ہے اس خط کو تصور میں جھوک دیا۔

ایک حالت پر چالیس راتیں گزریں، وہی عرصہ کیا، لوگ ہم کو بشارت دینے لگے اور کچھ لوگ میرے دنوں ساتھیوں کی طرف بشارت دینے کے لیے چلے گئے، ایک گھوڑا سوار دوڑتا ہوا آیا اور قبیلہ اسلام کا ایک رسول اللہ ﷺ سے آئی اور کہا: رسول اللہ ﷺ کو حکم دیتے گئے، ایک گھوڑے کا ایک چکا تو میرے رنج آدی پیدل آیا اور پہاڑ پر چڑھا، اور ان کے قریب نے کہا کہا کہا کہا کیا آپ ﷺ کے ہونٹوں کو جواب سے بھی زیادہ تیز تھی، جب وہ میرے پاس آیا اور مجھ کو بشارت سنائے لگا تو (خوشی میں) میں نے اپنے پر فرمایا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ رہوں گا اور میرے ساتھ ہی بنی سلیمان کے پاس رہوں گا اللہ تعالیٰ میری حنّات کرے گا۔

کپڑے مستعار لئے اور ان کو پہن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے ارادہ سے چاہا، لوگ مجھ سے جو حق خادم نہیں، کیا آپ ﷺ ناپسند کرتے ہیں کہ میں ان کی خدمت کروں، آپ ﷺ نے پھاڑا و بھائی ہوتے تھے اور قادی طرف گیا اور قبیلہ کی مبارکہ کا دیتے تھے اور کہتے تھے اور قبیلہ کی مبارکہ ہو تو اس کے باعث کی تم سے قرب نہ ہوں، انہوں نے کہا: خدا کی حرم ان میں کوئی حس و حرکت نہیں، جب سے یہ قصد ہوا ہے وہ برا بر روتے ہی رہتے ہیں۔

مجھ سے میرے گھر والوں نے کہا تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کے بارے میں اجازت طلب کرو جیسے ہے، وہ خاموش رہے، میں نے دوبارہ حرم دی مگر وہ خاموش رہے، پھر میں نے ان کو حرم دی، انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اور آپ ﷺ کا چہہ مبارک خوشی سے دک رہا تھا) "زندگی کا مبارک دنوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگا اور میں چلا آیا۔

ایک دن میرے گھر والوں کے بازار میں پھر رہا تھا کہ ایک بیٹی رات کی تجارت کا غلے لے کر آیا، کہتا ہے: جب آپ ﷺ کی خوشی مجھے کعب بن مالک کا پڑھ دے سکتا ہے؟ لوگ میری طرف اشارہ کرنے لگے، وہ میرے ہاتھ کوئی ٹھنڈی خوشی ہوتے تھے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ایسا چکلتا تھا کویا چکانہ کا ایک لکڑا ہے، تم اس حالت میں بیٹھا تھا جس کا نقش اللہ نے کھینچا ہے، مجھ پر میرا دل تک ہو گیا تھا اور زمین و سخت کے باوجود مجھ کیفیت کو پہنچاتے تھے، میں جب آپ ﷺ کے پاس آیا، اس میں لکھا تھا: "مجھے خبر می ہے کہ تمہارے پیٹھاتوں میں نے کہا یا رسول اللہ میں اس خوشی میں اپنامال کوئی بلند آواز سے کہدا رہا تھا" اے کعب بن مالک تم صدق کے طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہوئے، میں بجہہ نہیں ہوئے، تم ہمارے پاس آؤ، ہم تمہاری غنواری پر بھولیا کر رہے ہیں اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کے لیے بھولیا کر سرت کی گھری آگئی۔

صحیح کی تماز پڑھ کر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چکانی کے سب بحاجت دی اور میں نے اپنے لیے رکھ چوڑا ہے اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کی کوئی حد تھی، میں نے کہا یا اور بڑی مصیبت ہے اس خط کو تصور میں جھوک دیا۔

ایک حالت پر چالیس راتیں گزریں، وہی عرصہ کیا، لوگ ہم کو بشارت دینے لگے اور کچھ لوگ میرے دنوں ساتھیوں کی طرف بشارت دینے کے لیے چلے گئے، ایک گھوڑا سوار دوڑتا ہوا آیا اور قبیلہ اسلام کا ایک رسول اللہ ﷺ سے آئی اور کہا: رسول اللہ ﷺ کو حکم دیتے گئے، ایک گھوڑے کا ایک چکا تو میرے رنج آدی پیدل آیا اور پہاڑ پر چڑھا، اور ان کے قریب نے کہا کہا کہا کیا آپ ﷺ کے ہونٹوں کو جواب سے بھی زیادہ تیز تھی، جب وہ میرے پاس آیا اور مجھ کو بشارت سنائے لگا تو (خوشی میں) میں نے اپنے پر فرمایا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ رہوں گا اور میرے ساتھ ہی بنی سلیمان کا اعلان رہوں گا اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا فیصلہ نہ کرے، دونوں کپڑے اتار کر اس کو پہنادیے، واللہ میں اس بلال بن امیر کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس وقت ان ہی دو کپڑوں کا ماں کا تھا، پھر میں نے دو

تشریفین کی علمی تحقیقات

三

کے مقاصد

مکتبہ ایضا

درج ذیل مضمون دارالعلوم ندوہ العلماء میں منعقدہ روزہ فکری و تربیتی پروگرام (۱۳ اپریل ۲۰۰۹ء) میں مندویں و حاضرین کے سامنے پیش کیا گیا تھا، افادہ عام کے لئے مذرقارین ہے۔

میری آج کی گنگو کے دو پہلو ہیں، ایک تو پہلا قدم رکھا، اپنی میں عربوں کی آمد سب جانے ہیں کہ تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے ایک نئے اور انقلاب آفریں دور کی شروعات تھی، عربوں یعنی مسلمانوں کی علمی سر بلندی کا راز دریافت کرنے، جذبہ اور خود اسلام کی حقیقت کو سمجھنے کی خواہش اور وقت کے اپنی اور وسیع کرنے راورے بور کے محتوی طور سے کوئی فرق نہیں۔

یہاں اولاً خود مستشرقین اور استشرقی کی تعریف کی ضرورت ہے، لیکن اب یہ طبق اس درجہ معروف ہے کہ آپ حضرات کے سامنے یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ اصطلاح مغرب کے ان اہل علم و تحقیق کیلئے خاص ہے جنہوں نے مشرقی علوم، فتوح، زبان و ادب اور تہذیب و شفاقت ختم کیا۔

جس میں مذہب بھی شامل ہے اپنی دلچسپی کا موضوع ہتایا اور ان کا خصوصی مطالعہ کر کے برآ راست ان سے ہمارے محققین نے لکھا کہ یہ صلیبی جنگوں کے بعد کا دوسرا واقعہ حاصل کی۔

اب مستشرقین کے طرز فکر اور انداز تحقیق میں بہت تبدیلی آگئی یعنی اسلام کی تعلیمات اور چیغہ اسلامی حیات طیبہ بلکہ اسلامی تہذیب کا کوئی گوشہ ایسا نہ رہا ان مستشرقین کے تعصبات افکار کی زد میں نہ آگیا ہوا دور میں اسلام کی جو قلط تصویر یورپ والوں کے سامنے پیش کی گئی وہ مدتؤں تک تاریخی حقیقت کے طور پر میں زبان زد رہی۔

والوں کا قبضہ تھا، وہاں آزادی کی تحریکوں نے عاصمین کا چین و آرام چھیننا شروع کر دیا، یورپ کے شاطر دماغوں نے یہ حقیقت سمجھ لی کہ اب ان نوآبادیوں کی آزادی کو نالنا اور ان کو پہلے جیسا ملکوم بنانا کر رکھنا ممکن نہیں، لیکن یاسی اقتدار اور مصالح و مفادات کے لحاظ سے بالکل بے تعلق رہنا بھی ناممکن ہے چنانچہ ہمارے ایک عالم کے بقول ”اب تدبی رشتوں کی نئی زنجیریں وضع کرنے کے لئے اسلامی علوم کا نئے انداز سے مطالعہ ہوا مصطفیٰ مصلحت، نہ سے سمتھق

ضروری ہوا، سیاسی مسحیوں نے اس دور کے مستشرقین کے لب والجہ کو اس طرح متأثر کیا کہ اب ان کی تحقیق کا وصول میں رنگ احترام آگیا، لیکن احترام کا یہ ڈھونگ ایسا نہیں تھا کہ اس کی حقیقت پر نگاہ نہ پڑ سکے، اہل فکر نے صاف دیکھا کہ اب ایسے فتنوں کو خاموش سے بیدار کر دینے کی جستجو شروع ہو گئی، جن سے مسلمان ملک افراق اور انتشار کا شکار بن جائیں اور ملٹی وحدت کی مضبوط رہی ان کے ہاتھوں سے چھوٹ جائے، دوسری جنگ عظیم کے بعد انگلینڈ میں "اسکاربرو" رپورٹ سامنے آئی جس کو محققین نے بجا طور پر اسٹریکٹ جدید کے منشور سے تعبیر کیا، اس میں صاف طور پر اس حقیقت کا اظہار ہوا کہ اگر نئے ابھرتے ہوئے مشرق کو پوری طرح نہیں سمجھا گیا تو برطانوی مقاصد بری طرح متأثر ہوں گے، ان برطانوی مقاصد

نہیں، ان کا جو روایہ اور رجحان اور نیت آج ہے وہ پہلے بھی تھی، اس لئے مستشرقین کا نام ہو یا کوئی اور نام، ان کو پہچاننے میں کوہاہی ذرا بھی نہ کی جائے، ہاں وقت کے ساتھ ان کے طور طریق، انداز اور لب والجہ میں فرق ضرور آتا ہے کبھی دشام طرازی، کبھی باقاعدہ جنگ و جدال، کبھی تحقیق کے نام پر تاریخی تلیسات اور کبھی اسی تحقیق کو "علمی" کا نام دے کر بظاہر محتقول اور محرومی مباحث، صرف شکلیں بدلتی ہیں، روح سب میں ایک موجودہ دور ڈپلو میسی کا دور ہے اس لئے اقتضا مستشرقین کو بڑی مخصوصیت سے زبان سے ادا کیا جاتا ہے، ہمارے اکثر روشن مزانج اہل عقل و دانش بھی کہتے ہیں کہ اگر بچارے مغربی اسکالر اور مفکرین مشرقی علوم و فنون کی تحصیل و تحقیق میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں، وقت ہی نہیں، سرمایہ اور چنی صلاحیتیں بھی وہ کام جو بھیں کرنا

تصورات کو پارہ پارہ کر سکتے ہیں، یہ ان مستشرقین کی توجہ کا مرکز ہے، یعنی اب پہلی بار یہ محسوس ہوا کہ مسحیوں نے مستشرقین کے انداز تحقیق سے خاموشی سے ساز باز کر لی، ایسا اشتہری، سیاست ارضی اور عمرانیات و نفیات کو اہمیت دے کر دینی عناصر کے مطالعہ سے گریز کیا جاتے لگا، اس دور میں یورپ کے ساتھ امریکا بھی بلکہ وہی زیادہ تمایاں ہو کہ اس طرح سامنے آیا کہ مشرق و ملٹی کے مطالعات کے لئے کثرت سے مرکز قائم ہوئے اور ہر مرکزاںی خلش سے قائم ہوا کہ ہائیروپاپی تیکس، اسلام اور نوآدیات اور جدید تاریخ میں جہاد جیسے موضوع پر غور شروع ہوا اور اس طرح شروع ہوا کہ مستشرقین پہلی بار اس تذبذب میں جتنا ہوئے کہ اسلامی فکر کا دھارا اب کس رخ بھے گا اور یہ کہ اب کہاں کہاں اور کس کس طرح باندھ بنا جائے۔

کو نام بھی بڑا محضوم دیا گیا یعنی ”ورلڈ پیس“، ”امن عالم“ لیکن بقول پروفیسر خلیق احمد نظامی اس روپورٹ کے ہیں جن سے ان کی فکر، معتقد، منیج، محرکات اور محسوسات کا انداہ لگایا جاسکتا ہے لیکن اگر اور غور سے دیکھا جائے تو ایک ایک حرف سے سامراجی جذبات کے نئے چولے کے رنگ جھانک رہے تھے، ایچ. اے. آر. گب نے یہ اصطلاحی تاریخ تکملہ ہے، یہ تاریخ تو اسی روز سے شروع ہوتی ہے جب اسلام ہبھی بار پیغام حق لے کر آیا ”ماڈرن ٹرینڈس ان اسلام“، میں اسی انداز سے اور مخالفت میں گوکفار قریش تھے لیکن ان سے بڑھ کر وہ مسلمانوں کا نہیں ہے بلکہ

اس چوتھے دور کے بعد وہ دور شروع ہوا جس میں ہم آپ سانس لے رہے ہیں، یعنی مسلمان ملکوں میں پژوں اور معدنیات کے نئے ذخائر کی دریافت کی وجہ سے ان ملکوں کی اقتصادی خوش حالی سامنے آئی تو یہ عصیت کی وجہ سے اسلام کو اپنے مقاصد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھ کر اسلام کا راستہ روکنے کیلئے ہرگز ممکن گرفتار ہو کر گم راہ ہو جاتا ہے، اب اس سادہ لوچی کو کیا کہا جائے، محض مستشرقین کے ہاتھوں سے مرعوب ہو جاتے ہیں وہ نصاریٰ تھے جنہوں نے نسلی تحصیب اور نہیں جن کو عالمانہ تحقیق اور احراق حق کے ظاہری طسم میں چھپایا جاتا ہے سادہ لوچ مسلمان طالب علم، طسم میں ہم آپ سانس لے رہے ہیں، یعنی مسلمان ملکوں کو شکست کی وجہ سے ان ملکوں کی اقتصادی خوشحالی سامنے آئی تو یہ

سوال و جواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: عورتوں کے لیے بلاعذر بیٹھ کر فرض نماز پڑھنا کیا ہے؟ ایک امام صاحب تارک نماز کافر ہے، اور دلیل تر ہے ہیں کہ اس کو کافر کہنا کیا ہے؟ ایک امام صاحب کیا ہے؟ کچھ لوگ یہ تبلیغ کر رہے ہیں کہ عورتوں کو ہر حال میں بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہئے ان کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیا اسکی تبلیغ درست ہے؟

جواب: جس طرح مردوں کے لیے قیام (کھڑا) کا مفہوم کیا ہے؟ اور اصل حکم

قد کفر "حدیث کامفہوم کیا ہے؟ اور اصل حکم ہے؟ آگاہ کریں؟" اگر کوئی شخص ملکہ گوہ اور نماز کی فرضیت کا انکار کرتا ترک نماز کی وجہ سے اسے کافرنیس کہا جائے گا، ناقص کہلانے گا، جمہور علماء کی سبک رائے ہے، مفہوم ہے کہ ترک صلاة کافروں جیسا عمل ہے، علی نے شرح مختلکوہ میں "قد کفر" کا یہی مفہوم لکھا رقاۃ المفاتیح (۳۸۹) یا وہ ہے کہ اہل ایمان کو کافر نہ ہے۔

نہ ہے۔
سوال: مسجد میں لوگوں کو پھاند کر صف اول میں جانا
اور کسی کو ہٹا کر اپنی جگہ بناتا کیسا ہے؟
جواب: نمازیوں کو پھاند تے ہوئے آگے جانا
اور کسی کو ہٹا کر صف اول میں ملتا، اس کو ایذاہ سلم
قرار دیا گیا ہے، حدیث میں آیا ہے: جو صف اول
میں اس ڈر سے شامل نہ ہو کہ اس سے
مسلمانوں کو تکلیف ہوئے گی اس کو صف اول کا
اجر دو گناہ ملے گا۔ (جمع الزوائد لیلیتی ۹۵/۲) ممانعت
کی حدیثوں کی بنا پر فقہاء نے لکھا ہے کہ
عنفوں کو حیرتے ہوئے یا لوگوں کو پھاند تے ہوئے
صف اول میں جا کر جگہ بناتا ایذاہ سلم اور گناہ ہے
اور ایذاہ سلم سے بچتے کی خاطر صف اول میں نہ جانا
باعث ثواب ہے۔
ل: ایک مسلمان ایک سرکاری دفتر میں ملازم
کے وقت میں مشغولیت کی وجہ سے نماز ظہر
ہ پاتا ہے اور گھر آ کر روزانہ قضا کرتا ہے
بورا کرتا ہے کیا یہ گنہگار تو نہیں ہوگا؟
اب: جماعت سے نماز پڑھنا سنت موکدہ مصل
ہے، اس کو ترک کرنا درست نہیں ہے، ایسا کرنا
متعلقہ آفس کے ذمہ دار سے چند منٹ اجازت
از ادا کر لئی چاہئے، ایسا ممکن نہ ہو تو دوسری
لی ٹکر لئی چاہئے، بلاعذر شرعی نماز قضا کر دینا
معت سے بھی زیادہ تکلیف جرم ہے، ملازمت ایسا
ہے جس کی بنا پر نماز قضا کرنے کی محجاش ہو،
جس تو نماز رہنے کی یقیناً اجازت مل جائے

گی، یا اس سے بہتر ملازمت مل جائے گی۔

ہونا) فرض ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی قیام فرض ہے، بلاعذر بیٹھ کر فرض نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی، تمام کتب فقہ میں یہ مسئلہ صراحت موجود ہے۔ (رواہ البخاری / ۱۲۷۱ / ۱۳۲۶) جو لوگ عورتوں کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی تبلیغ کر رہے ہیں وہ نادانی کر رہے ہیں، بغیر علم کے احکام بتانا ضلالت و گمراہی ہے، حدیث میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔

سوال: مسجد میں لوگوں کو پچاند کر حرف اول میں جاتا اور کسی کو ہٹانا کر اپنی جگہ بناتا کیسا ہے؟

جواب: نمازوں کو پچاند تے ہوئے آگے جاتا اور کسی کو ہٹانا کر حرف اول میں ملتا، اس کو ایذا اسلام ناہ ہے۔

لے؟ آگاہ کریں؟
اگر کوئی شخص کلمہ کو ہوا اور نماز کی فرضیت کا انکار کرتا
ترک نماز کی وجہ سے اسے کافرنہیں کہا جائے گا،
ن فاسق کہلانے گا، جمہور علماء کی بیک رائے ہے
مفہوم ہے کہ ترک صلاة کا فروں جیسا عمل ہے
آنے شرح مذکوہ میں تقدیم کر گایا یہ مفہوم مذکوہ
رقاة المفاتیح / ۳۸۹) یاد رہے کہ اہل ایمان کو کافر

ہ پاتا ہے اور گھر آ کر روزانہ قضا کرتا ہے
بura کرتا ہے کیا یہ گنبدگار تو نہیں ہو گا؟

اب: جماعت سے نماز پڑھنا سنت مورکدہ مش
ہ، اس کو ترک کرنا درست نہیں ہے، ایسا کرنا
متعلق آفس کے ذمہ دار سے چند منٹ اجازت
از ادا کر لئی چاہئے، ایسا ممکن نہ ہو تو دوسری
لیکر کرنی چاہئے، بلاعذر شرعی نماز قضا کر دینا
معت سے بھی زیادہ تکلیف جرم ہے، ملازمت ایسا
ہے جس کی بنا پر نماز قضا کرنے کی محکماش ہو،
جس تو نماز مذہب کی یقیناً اجازت مل جائے

☆☆☆☆☆ سے بہتر ملازمت مل جائے گی۔

نے بلند کیا تھا، یورپ میں سائنس اور مذہب کا معرکہ جلدی شروع ہوا اور جلد ہی ختم ہو گیا لیکن مستشرقین نے مشرق میں اس جگہ کو طول دے کر مسلمانوں کو قدم پر اپنے مذہب کے ناقص ہونے کا احساس دلایا۔

ایک مقصود یہ بھی سامنے آیا کہ مسلمانوں کے ذہن کو ایسے مسائل میں الجھاد دیا جائے جن کا ان کی مکمل زندگی سے کوئی تعلق نہ ہو لیکن جو قوائے وہنی کو مغضوب کرنے میں کارگر ثابت ہوں، اقبال کی نظم میں ابلیس کا جو پیشتر مسلمانوں کو ان گھنیموں کے سلیمانی کی تلقین کرتا ہے کہ ابن مریم مر گیا یا زندہ جاوید ہے ہیں صفات حق، حق سے جدا یا عین ذات ہیں کلام اللہ کے الفاظ حادث یا قدیم

امت مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات
تم اسے بیگانہ رکھو عالم کردار سے
تاباطازندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات
تو اس میں مستشرق ہی کا دل ہڑکتا کھائی دتا ہے
ایک اور مقصد جو اہل فکر سے مخفی نہیں وہ یہ ہے
کہ اسلامی تاریخ کے ایے گوشوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر زیر
بحث لا یا جائے جو مسلمانوں میں اتحاد ملی کے جذبات

کونشوونما پانے سے روک دیں، اس مقصد میں وہ
کامیاب بھی ہوئے اور کتنی ہی عداوتیں جو وقت کے
ساتھ بے جا ہو گئی تھیں ان کوئی زندگی بخش دی۔
مستشرقین کے حالات، ان کی تحقیقات اور ان
کے مقاصد کے متعلق یہ بہت ہی سرسری جائزہ ہے،
دارالمحنتین نے اسلام اور مستشرقین کے نام سے
سات جلدیوں میں ان کی ایک ایسی تاریخ پیش کر دی
ہے جو اس سلسلہ میں کام کرنے والوں کے لئے بہت
مفید ہے، زیادہ معلومات کے لئے ان کتابوں سے
رجوع کیا جانا چاہئے اور ان سے یہ پیغام لیتا چاہئے کہ
فرنگ سے بہت آگے ہے منزل مومن
قدم اٹھا، یہ مقام انتہائے راہ نہیں

☆☆☆☆☆

اسلام ایسا نہ کر پس اور جو ملک کے ساتھ ملک کے ساتھ رہے اس کا ایسا نہ کر۔

پہچاہے اور پیچے ہے، اسریز رہائی صرس پھینکا رہا اور اس کا
کہ ہمارے زندوں کو یورپ کے زندوں نے مغلوب
کر لیا ہے بلکہ یہ رونا بھی ہے کہ ہمارے مردوں پر
یورپ کے مردوں نے فتح پالی ہے، یعنی مسلمانوں کو
علمی اعتبار سے ایسے احساسِ کمتری میں جلا کرنے کی
کوشش کی گئی جس سے ان کی فکر کے سوتے خٹک
ہو جائیں، ان کی خودی ختم ہو تو ان کی گرونوں میں
برگس اور ہیگل سے عقیدت کی زناڑا ال دی جائے۔

ایک مقصد یہ بھی تھا، بلکہ ہے کہ مسلمان سائنس
کی برتری تسلیم کر کے اپنے مذہب سے بے زار
ہو جائیں، ان کو اپنا قانون، اپنی شریعت اپنا طرز زندگی
سب فرستادہ اور بے کار نظر آنے لگے، مسلم پرست لا میں
تب دیلی اور اصلاح کا آوازہ سب سے پہلے مستشرقین ہی
تریاق تیار نہیں کیا گیا تو معلوم نہیں کس حد تک نوجوان
مسلمانوں کے دماغوں میں سُمیت سراہیت کر جائے گی، ہشیل
ولیمان بلکہ تحریکِ ندوۃ العلماء نے اس طبقہ کی فتنہ
سامانوں کا جس طرح سامنا کیا اس کی تفصیل کی گنجائش
نہیں، دارالمصنفوں کے سینماںِ اسلام اور مستشرقین میں
جب مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ نے یہ آواز بلند کی تو اس کی
تہہ میں احتذار تھا نہ مخدوس نہ مرجوبیت بلکہ ایک اعتماد اور
یقین اس آواز میں شامل تھا کہ

مستشرقین کی ایک بیشتر تعداد نے اور کم سے کم
اس تعداد نے ہمارے سامنے اور عالمِ اسلام کے
سامنے جس کا تعارف ہوا ہے، اپنی خوردگی میں سے تاریخ
اسلام، حدیث اور علومِ اسلامیہ، تمدنِ اسلامی اور
یقین اس آواز میں شامل تھا کہ

دیکھتا سب کچھ ہوں لیکن سوچتا کچھ بھی نہیں
جیسے ما رکولی تھے نے ”منڈا حمد بن حبل“ کی چھ
تینم جلدوں کا ایک ایک حرف پڑھا ہے اور کسی مسلمان
و بھی اس وصف میں اس کی ہمسری کا دھوکی نہیں
وسلکا لیکن اس نے آنحضرتؐ کی سوانح عمری پر جو
تاب لکھی ہے دنیا کی تاریخ اس سے زیادہ کوئی
تاب کذب، افتراء، تاویل اور تعصب کی مثال کے
لئے چیز نہیں کر سکتی، اس کا کمال یہ ہے کہ جس میں
دالی کا کوئی پہلو پیدا نہیں ہو سکتا یہ صرف اپنی طباعی

حقیقت ایمان

مولانا سید بلال عبدالجی حسینی ندوی

اور بڑھ کر جام شہادت نوش کیا، انہوں نے جنت کی خوبیوں کر لی، اور حضرات کا یقین مشاہدہ کے درجہ کو ہوئی رہا تھا، حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مقول ہے کہ اگر جنت اور دوزخ میرے سامنے لے آئے جائیں تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہو، اس یقین کا نتیجہ یہ تھا کہ انہوں نے دنیا کی حالات بدلتے وہ جہاں گئے وہاں کی دنیا بدل گئی، ایمان و یقین کی ہوا تھیں چلے گئیں، وہ

ایمان صرف زبان سے اس کے اقرار کا نام پڑتے اور اللہ کے راست میں اپنے ماں اور جانوں پر چادر کرتے ہیں، اگر کوئی اپنے آپ کو مسلم سمجھتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں پر یقین جتنا بڑھتا جاتا ہے دل کی بستی بدوپخت ایمان کے دعویٰ کے ساتھ آئے تھے، ان سے اور بھلوک و بھہات کے دائرہ سے وہ نہیں نکل سکا ہے کہ مدیا تھا کہ ایمان والے نہیں ہو، مذکورہ آیت تو اہل ایمان کی فہرست میں ایمان بن گیا، یہ حقیقت ایمان ہے۔

اللہ کی ذات پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں پر یقین جتنا بڑھتا جاتا ہے دل کی بستی بدوپخت ایمان کے سامنے جھکا نہیں ہے آباد ہوتی جاتی ہے، دل کی بستی کو دنیا کی کوئی طاقت ویران نہیں کر سکتی، آج مسلمانوں کی بستی کا راز میں ایمان کی تشریح کی جاری ہے اور نہیں سے ان بدوقائل کے سامنے یہ وضاحت بھی ہو رہی ہے کہ اگر تم ایمان چاہئے ہو تو اس کی پہلی شرط یہ ہے کہ اللہ اور اس کے وعدوں پر پورا یقین ہو اس میں شہادت ہے اور اس کا شامل ہوتا ہے بتداں مولوں کا اتزام لگاتے ہوئے اس کو جلد حل کرنے کا مطالبہ کیا، اس کے علاوہ بابری مسجد کی شہادت کے اسباب کی جائیج کے لیے قائم جشن برہن کی روپرٹ تھیں ہونے کے باوجود روپرٹ کی چیزیں کا خیر پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اس بات کا فصل کیا گیا کہ بورڈ کا ایک وندھدی جشن برہن سے ملاقات کر کے ان سے روپرٹ پیش کرنے کی گزارش کرے، ملک کی مختلف عدالتوں میں شریعت اسلامیہ کے خلاف غلط فہمیوں کی بندیدار جو فیصلے صادر ہوئے ہیں ان کا جائزہ بھی اجلاس میں لیا گیا خاص کر شرعی عدالت کے نظام و اسناد کو متوازی عدالتی قرار دینے جانے کی نیت کی گئی، جامعہ اسلامیہ کے ویجی میدان میں تحفظ شریعت اور اصلاح معاشرہ کے عنوان پر ایک عظیم الشان جلس منعقد ہوا جس میں مختلف ساحلی اضلاع سے میں ہزار سے زائد فرمادن تو حیدنے شرکت کی، جلسے خطاب کرتے ہوئے صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد راجح حسینی ندوی امتحلہ العالی تے کیا کہ اس دنیا میں مسلمانوں نے جتنے بھی کارنا سے انجام دیئے ہیں وہ ایمانی طافت و قوت کی بندیداری پر دیئے ہیں آج مسلمانوں کو اپنے اور آئے حالات کو بدلتے کے لیے ایمانی قوت کی ضرورت ہے حالات کا بھلوکہ کرنے کے بجائے اپنے ایمان اور اعمال کے محاسبہ کی ضرورت ہے، بورڈ کے جزو سے مذکورہ ایمان اور اس کے علاوہ مذکورہ ایمان اور مذکورہ ایمان کے صدر مولانا ارشد عدنی، مولانا سید سلمان حسینی ندوی اور علی لڑھ مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر و ہمار قانون کیلیں احمد محمدی نے بھی خطاب کیا۔ جلسے کے روح رہا مولانا عیاض ندوی بھلکی نے جلسے کی نظمت کے دوران کیا کہ ملک میں مسلمانوں کے لیے حالات انتہائی تشویش کا ہیں خاص طور پر بھلکل اور اطراف کے ساحلی اضلاع پر شہدوں کے نشانہ پر ہیں، ایسے حوصلہ تکن حالت کے باوجود دعویٰ نظر نظر سے بورڈ کے اجلاس کا کامیاب انعقاد الحمد للہ بڑا ہی موزوں اور لائق صد شکر ہے اس اجلاس میں مولانا عبد الوہاب تھلیٰ صاحب، مولانا نعیم الرحمن قاسمی صاحب، مولانا سجاد نعیانی صاحب، جتاب سید احمد شام سکندر صاحب، جتاب ایڈوکیٹ ظفریاب جیلانی صاحب، جتاب ایڈوکیٹ فخریاب جیلانی صاحب، جتاب ایڈوکیٹ موسیٰ موسمنا و یمسی کافراً و یمسی مومناً و یصبح کافراً بیسیع دینہ بعرض جان کی قیمت دیوار عشق میں ہے کوئے دوست من الدینیا"

یہ بات ہر ایک آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کروڑوں نہیں ارب سے مجاوز ہیں لیکن دنیا میں ان کی کوئی وقت نہیں اس کی وجہ ایمان و یقین کی کی بلکہ عام طور پر اس کا فقدان ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ روپیوں کی خاطر ایمان بیجا جا رہا ہے حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشین گوئی فرمائی تھی:

يَقِيمُ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَهُمْ لَمْ يَرْكَبُوا وَلَا حَاقَتُهُمْ بِأَمْوَالِهِمْ وَلَا فَسَدُهُمْ فِي سَيِّئِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔

کا یقین بڑھتا جاتا ہے پھر آدمی کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ سورہ حجرات کی پندرہویں آیت میں اسی اس رہا میں اپنی جان کی بھی کوئی قیمت نہیں رہ جاتی۔

حقیقت کو بیان کیا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَهُمْ لَمْ يَرْكَبُوا وَلَا حَاقَتُهُمْ بِأَمْوَالِهِمْ وَلَا فَسَدُهُمْ فِي سَيِّئِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔

اس تو یہ جانفزا سے سرو بال دوں ہے آدی صح مسلمان ہوگا اور شام کو کافر، شام حضرات صحابہ کی قربانیوں کا راز بھی تھا، غزوہ احمد کے موقع پر ایک صحابی کھجوریں کھاتے کھاتے بے پنڈکوں کی خاطر بچ دے گا۔

آج یہ چیز حقیقت بن کر سامنے آ رہی ہے۔

خود ہو کر بنے لگا کہ یہ تو طویل عمر ہوئی کھجوریں پھیلیں

بھلکل میں مسلم پرست لا بورڈ کا اجلاس

ایمان جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سبیل اللہ "کا مطلب یہ ہے، ایمان مشبوط ہو اور مضمون ہو گا اور اس باب دنیا ہی میں آدمی پڑا رہے گا صرف زبان سے مسلمان تھیں ہوتے بلکہ ان کا دل بھی اس وقت تک بھلوک و بھہات کا ازالہ بہت مشکل ہے، اس کی گواہ دعا ہے اور وہ دل سے اس کو حلیم کرے اور اس کی کسوٹی ہے کہ اللہ کے راست میں جان قبول و عمل دونوں کی سچائی مراد ہے، قول میں بھی سچائی دل کی قربانی کی جب بھی ضرورت پیش آئے وہ بھی دل کی قربانی کی جب بھی ضرورت پیش آئے وہ بھی دلت تیار ہے، "جاهدوا باموالہم و انفسہم فی

☆☆☆

غزوہات نبوی تاریخی پس منظر میں

محمود حسن خنی ندوی

منہک تھے اور دعا بھی عجیب کیف و جلال کی پوری قائم ہوا، اور پوری منصوبہ بندی کے ساتھ ایک فوتی الحاج وزاری، کمال عبدیت کے ساتھ "اللَّهُمَّ إِنْ مَحْرُكُ حَقٍّ وَّبِاطِلٍ بَّطْرُهُو، إِنْ يَرِيْ مَحْرُكَهُ تَعْدِيْهُ" معاہدہ کے تحت ذی تھدہ ۵۰۰ میں چڑھائی کی۔ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک اسی قریش کے چار ہزار آدمی تھے، غطفان کے چھ ہزار، فیصلہ اس مشی بھر جماعت کے ختم کرنے کا ہی ہے میرک میں شہید ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ سے یہودی قریظہ الگ سے شامل ہو گئے، اور یہ بڑی تعداد تھی جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عبادت اس زمین پر نہ ہو سکے گی، اگر اللہ چاہتا تو پہلے ہی غلبہ دے دیتا اور دشمنوں کی ہمت بھی حضرت مصعب بن عیسیٰ اسی میں شہید ہوئے۔

حضرت سلمان فارسی نے ایک بہترین مخورہ خدق کھو دے جانے کا دیا، یہ مشورہ بڑا مقید ثابت ہوا، پڑی، نتیجہ بھی ظاہر ہوا کہ کفار نے پسپائی اختیار کی، کہلا کر پوری امت محمدی کو یہ پیغام دیا کہ تمہارے لیکن یہ حقیقت ہے کہ احمد کے واقعہ میں مسلمانوں جیسے کا اور بقاء کا ایک ہی مقصد ہے کہ تم اللہ کی بندگی کرتے رہنا اور دوسروں کا اللہ کی بندگی کی طرف بلاتے رہنا، یعنی اللہ اور اس کے رسول کی میں مسلمانوں کے سامنے ظاہر کیا گیا ہے، کہ ان سے فرمائی، وہ اس طرح ہوئی کہ مخت آندھی آئی جو کمزوریاں ہوئیں جوان کے قوی الایمان ہونے کی فرمانبرداری اور دعوت و تخلیخ دین، یہ ہے مقصد حیات، اور طوفان آیا، اور دشمنوں کے خیزے اکٹھ گئے، اور اللہ صورت میں نہیں ہونا چاہئے تھیں، ان کی طرف متوجہ ہوں، ان کمزوریوں میں جو اصل کمزوری تھی وہ یہ تھی توکل و اعتماد علی اللہ کی بدولت دو گئی، سہ گئی ہو گئی اور مزید فرشتوں کو بھی نصرت فرمائی اور خود اللہ کے مسلمانوں کو کچھ غلطی بھی ہوئی، اور مالی مفتحت کی طرف توجہ درمیان جگ ہو گئی، اور پھر انہیں پھیلیں رہتی تھی، اور فرمایا "ولقد نصر کم اللہ بیدرون انتم ذکر فرمایا، اور فرمایا" اس مہم کے شروع میں ہی ہو گئی تھی، لیکن اس کی وجہ سے کچھ نقصان اٹھانا پڑا، اور حالات اذله "اس مجرمانہ کلام نے دونوں نصرتوں کو واضح کیا۔ رضاۓ الہی کے لیے تین ہفتہ بخت خطرہ اور مشقت سے مسلمانوں کو یہ عجیب ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں رکھا گیا، اس پوری مدت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر چنانی کامیابی کی شاہکلید ہے۔

اس کے بعد اہم ترین مہر کوں میں غزوہ خدق پست کمزور اور بے حوصلہ تھے، اور وہ غالب آگئے اور وہ نصرت جو اقہم بدر کے ذریعہ میں اور دین اسلام غالب آگیا، مسلمان طاقتوں، با حوصلہ اور ناقابل مغلکت قوم ندۃ العلماء لکھنؤنے یہ لکھا ہے کہ:

"جب مختلف طریقوں اور سازشوں کے احتیار کرنے کے بعد بھی مسلمانوں کی طاقت کا دوست بن کر دشمنی کی تھی، ان کی اس شرائیزی مومنین" کی حقیقت آشکارا ہو گئی۔

مشرکین کہ اب اس کے اتفاق کی پلانگ اور مضبوطی کو توڑانے جاسکا تھا میں کے یہودی اور منافقین اور شرارت کے سامنے آئے پران کی سرکوبی ضروری کرنے لگے، اور مدد میں منافقین کا ایک گروہ اور قریش اور ان کے ہم اوقاب ایک سب نے مل کر ایک زیادہ زور دار اسکم بنائی کہ ایک بڑی اور تحدہ فوج اندھنستان پر ہو چکنے کی خرافات کرنے لگا، اب مسلمانوں کو خارجی قتنہ کے ساتھ داخلی قتنہ سے بھی تیار کر کے مسلمان علاقہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کی علاج کیا گیا۔

غزوہ بنی المظلق کا معاملہ بھی ایسا ہی ہوا کہ سامنا تھا، گواں قتنہ کی آگ دبی ہوئی تھی، واقعہ اعد اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ تحدہ مجاز دہ لوگ جگ کے لیے منصوبہ بنانے لگا اور حل کی طاقت توڑ دی جائے۔" (رہبر انسانیت، ص: ۳۲۵)

کے بعد جو واقعہ بدر کے ایک سال بعد پیش آیا، یہ

کروموس طرح ہونے لگا، مدینہ والے مکہ والوں کا وہ تعاون کر رہے تھے جو ایک گھر کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں، میثار، بھائی چارگی، دوسروں کی خواہشات کو اپنی خواہشات پر ترجیح یہ سب کچھ ایسا ہو رہا تھا جس کا آج سے پہلے تصور بھی حال تھا۔

شیطان ابلیس لحس نے آدم علیہ السلام سے حد کیا تھا مگر اس کا حسدان کو کوئی نقصان نہ ہو چکا

اسلامی غزوہات، جنگوں اور بیان سرگرمیوں باوجود کفار و مشرکین کی زیادتوں میں کوئی فرق نہیں آیا، وہ سازشوں پر سازش کرتے رہے، پلانگ کرتے، منصوبے بناتے، آخر اس شفات پر بھی صبر و عزمیت کی ایک مدت میں کے بعد یہ صورت حال پڑھ آئے کہ نعمۃ بالاشاپ کشید کر دیں مگر اللہ نے آپ کو پڑھ آئی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے اس سازش سے بچایا، اور بھرت کا حکم ہوا، اور آپ ان رب کے حکم سے دعوت و تخلیخ اسلام کا کام شروع فرمایا کہ جب حکم ہوا ایسا ایسا المدثر قم فاندر وربک بچا رہ گئے، جب کہ انہوں نے صحیح آپ کے سب سماں فکر و نیا بٹھ فطہر" اور ارشاد ہوا اور اندر عشیرت کے بارے میں تو لوگوں کی شدید مخالفت سامنے آئی، برادر گم زاد اور داماد حضرت علی بن ابی طالب کو پلایا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر بند ہو کر پوری تیاری سے مدینہ کے قریب پہنچے اور دودو ہاتھ کرنے کو چلتی کیا، انصار بڑھتے تو ان سے ہاتھ ملانے سے یہ کہہ پڑے کہ ہمارے ہم پلے اور ہم سرآئیں، یعنی خاندان قریش کے ہی جیا لے اور مدد و بے باکی کی دعا کی تینی ہوئی تھی، ان کے جدائات و بے باکی کی دعا کی تینی ہوئی تھی، اسے مسلمانوں کو بڑی تقویت ملی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بارے میں تکلیف کیا تھا کہ آپ انعام و اکرام میں ایک روشن کردار یہ بھی تھا کہ آپ انعام و اکرام کے وقت اپنے خاص افراد خاندان کو یہچہ رکھتے استقبال کیا، حضرت ابوالیوب انصاری کی قسم اس واقعہ التصلوہ" عمل بیان تھے، صبر و استقامت کے پہاڑ بنے ہوئے تھے، اور اپنے رب کی خاموش بندگی کے جاری ہے تھے تکفیل سہہ رہے تھے، مصیبیں اخبار ہے تھے، فاتحہ برداشت کر رہے تھے، قلم و زیادتی مسجد نبی ہے جہاں ایک نماز کا ثواب ہزاروں نمازوں مقابلہ ہوا، ان کے پاس مادی تھیمار ضرور تھے مگر ان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیل آیا، تاریخ انسانیت کا سے زیادہ ملتا ہے، اور آپ نے اپنے قیام کا نظام بھی کے پاس دعا کا تھیمار تھا، ایمان کی طاقت تھی، یہی ایسا سکلنگ اور اقصہ ہے جو حیات کو بلانے کے لیے کافی الگ بنایا، مگر مجہ سے متصل، مدد میں وہ صحابہ بھی تھا، گھر آپ اس وقت بھی سرپا دعا بنے رہے، اور بہادرت کے یہاں کی راہ لینے لگے جو جو شعلے گئے تھے اور وہ بھی زیادہ ایک ہزار سے اور اور تھیمار بند تھے، لیکن مقام پر، دین کی تعلیم و تخلیخ کا کام خوشی سے اور کھل حضور صلی اللہ علیہ وسلم جدہ ریز اور دعا و مناجات میں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَلُقُ عَبْدُ اللَّهِ فَاحِبُّ الْحَلُقِ إِلَيْهِ
مِنْ أَحْسَنِ إِلَيْهِ عَبَادَةٍ

یعنی: حقوق تو ساری اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے
تو حقوق میں اللہ رب الحضرت کی نظر میں مجبوب ترین
وہی ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھے طریقے سے
پہنچ آئے۔

ای پاک ہستی نے پوری دنیا کو انسانیت کی
حقیقی معنوں میں موسم بہار ہے، اسی بارگت ماہ کی
وحدت، عزت، رفتہ اور اس سے محبت والفت کا
بیان دیا۔

انسانیت کے لیے رجع الاول کامینہ
حقیقی معنوں میں موسم بہار ہے، اسی بارگت ماہ کی
12 ارتارخ کو جزیرہ العرب کے شہر مکہ کے قبیلہ
قریش کے ایک محترم خاندان میں جناب مجدد اللہ
اور بی بی آمنہ کے گھر کو اس مقدس اور پاکیزہ ہستی
نے اپنے وجود مسحود سے منور کیا، جس کا اسم گرامی
حتیٰ، انسانیت دم توڑی تھی، وہ اپنے وجود
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا، محمد کے معنی
پر شرمندہ تھی۔

ای پاشوب ماحول میں انسانیت کے محض
اعظم، محبت و رحمت، الافت و شفقت کے پیام بـ
رحمۃ للعلامین، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم جو خداۓ کائنات کی آخری کتاب
یعنی قرآن مجید لائے، اس میں بار بار یہ بتایا گیا ہے
کہ اللہ تعالیٰ پوری دنیا کا رب، خالق اور مالک ہے وہ
صرف عربوں ہی کا نہیں، صرف مسلمانوں ہی کا نہیں،
مشریقوں کا نہیں، مغربیوں کا نہیں، اچھوں کا نہیں،
کوہرینے سے دھوڈیا اور جہاں بُنْض و نفرت کی
بروں کا نہیں، حاکموں کا نہیں، ملکوموں کا نہیں، بڑوں
کا نہیں، چھوٹوں کا نہیں، بلکہ سارے انسانوں،
جانداروں، نباتات اور جمادات کا پالنے والا ہے۔

چھٹی صدی تھی انسانی تاریخ کی تاریک
ترین صدی تھی، اس وقت پوری دنیا میں برائیاں
پھیل ہوئی تھیں، قتل و فقارت گری، فتنہ و فساد، ظلم
وزیادتی، جبر و تشدد، جگ و بدال و دھشت گردی
محصول مذہب و ملت۔ (باقی صفحہ ۲۰ پر)

پیغمبر اسلام اور پیام انسانیت

نیجم الرحمن صدیقی

میں شراب خوری، سود خوری، دھوکہ بازی، جوئے
باذی، بے حیائی، فاشی، جھوٹ اور طرح طرح کی
برائیاں داخل ہو گئی تھیں، بچپوں کو زندہ دن
کر دیا جاتا تھا، عورتوں کے حقوق سلب کر لیے کہے
اوہ بی آمنہ کے گھر کو اس مقدس اور پاکیزہ ہستی
نے اپنے وجود مسحود سے منور کیا، جس کا اسم گرامی
حتیٰ، انسانیت دم توڑی تھی، وہ اپنے وجود
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا، محمد کے معنی
پر شرمندہ تھی۔

ای پاشوب ماحول میں انسانیت کے محض
اعظم، محبت و رحمت، الافت و شفقت کے پیام بـ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری
ہوئی، آپ ﷺ نے انسانی محشرے کی تمام
صلی اللہ علیہ وسلم جو خداۓ کائنات کی آخری کتاب
یعنی قرآن مجید لائے، اس میں بار بار یہ بتایا گیا ہے
خرابیوں کو دور کیا، عربوں کی آپسی عداوت ایک نسل
سے دوسری نسل میں پہ طور و راش نخل ہوئی تھیں،

کہ اللہ تعالیٰ پوری دنیا کا رب، خالق اور مالک ہے وہ
ان کی کیفیت پروری بہت مشہور تھی، آپ نے اس کیفیت
صرف عربوں ہی کا نہیں، صرف مسلمانوں ہی کا نہیں،
کوہرینے سے دھوڈیا اور جہاں بُنْض و نفرت کی
مشریقوں کا نہیں، مغربیوں کا نہیں، اچھوں کا نہیں،
کوہرینے سے دھوڈیا اور جہاں بُنْض و نفرت کی
بروں کا نہیں، حاکموں کا نہیں، ملکوموں کا نہیں، بڑوں
کا نہیں، چھوٹوں کا نہیں، بلکہ سارے انسانوں،
جانداروں، نباتات اور جمادات کا پالنے والا ہے۔

و فرانکف متعین یکے، آپ نے محض ۲۳ رس کے
عرضے میں ایک مثالی انسانی محشرے تکمیل دے
تھیں جس میں مسلمان خاتم پر آزمائے گئے، جب
کہ جنگ میں پہلے غزوہ موت کا معزز کوئی معمولی
اس میں رکاوٹوں کو برداشت کرتے، اور اپنا کام
کرتے رہجے، دنیا کے امراء، سلطانوں
اوہ شہنشاہوں کو خلوط کئے، اور دعوت اسلام دی، اس
کمان سنجابی اور زبردست کامیابی حاصل کی تھی، اس
وقت کی بڑی سلطنتیں روم و ایران تھیں اور مصر جس
کا پس مظہر بھی واضح ہے کہ بھری کے حاکم شعبیل
کو دنیا کے مالک میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے،

شانی نے اسلامی سفیر کو باندھ دیا تھا اور پھر شہید بھی
آج جس مقدس و محترم شخصیت کی ولادت
دھوں ریزی اور ناصافی کا دور دورہ تھا، انسانی سماج
کے لیے واجب الاجماع ہو گئے۔

کردیا، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
فوج روانہ فرمائی تھی اسی محکمہ میں حضرت خالد
کو سیف اللہ (اللہ کی تکویر) کا خطاب ملا تھا۔
کے بادشاہوں نے اچھے جوابات دیے، یہ سمجھی
ان تمام معروکوں میں تجوک کا واقعہ بھی اہمیت کا
ممالک اسلام کے زیر نگلس آگے گو حضور صلی اللہ علیہ
صلح حدیبیہ

عمرہ ادا کرنے کے لیے کہ کرمہ کا سفر حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے شروع فرمایا، لیکن راستے میں شرکین
اللہ علیہ وسلم نے عرب فرمایا، میں یہ سعادت مقدار تھی۔
مکنے رکاوٹیں ڈالیں، حضرت عثمان بن عفان رضی

فوج مکہ

جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلنے پر
مذہب قبائل بجا ہو گئے ہیں، شہنشاہ روم ہرقل پوری
سر پرستی کر رہا ہے جس کے سامنے موت میں مکلت کا
انتقامی جذبہ بھی ہے، گری کے تحت موم اور حالات
میں بول کے درخت کے نیچے لیتے ہیں، اور اس کا ذکر اللہ
تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے، لوگوں کو حق کے لیے
جان دیتے ہیں کا عہد کرنے، بیعت کی دعوت اور قاتم
لوگ جوش دوار قلی کے ساتھ آپ کے چاروں طرف جمع
ہو گئے تھے، حضرت عثمان کی بیعت غائبانی ای، قریش
کے کچھ لوگ حاضر ہوئے کہتے ہیں اور جزا ای، حضرت

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کرتے ہیج دی جب کہ صحابہ جنگ
کے لیے تیار تھے اور اس کے جوش وجذب سے مہزار
تحتی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے آگے
مرحلہ کم کر دیا، دعوتی نقطہ نظر سے یہ فیصلہ حق و باطل
کے لیے فیصلہ کرنے کے ممکن تھا، اسی بڑی تعداد میں
قریب آنے کا ایک دمرے کو موقع نہ ملا تھا اس سے

اسلام کو بھخت کا لوگوں کو موقع نہ اور خوب دین پھیلائے۔

دوہم کے خلاف فوج کشی

چھٹی مکہ کے بعد حسین کا واقعہ اتمہ ترین واقعہ ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معقول مبارک پہلے
ہے جس میں مسلمان خاتم پر آزمائے گئے، جب
ایسا چنیفین کی شرارت، دشمنوں کی عداوت، حکمرانوں
کا غور، ان سب غزوہ و موت کا معزز کوئی معمولی
اہمیت کا حامل نہیں تھا جس میں بڑے جریش صحابی

شہید ہو گئے تھے، آخر میں حضرت خالد بن الولید نے
کمان سنجابی اور زبردست کامیابی حاصل کی تھی، اس
وقت کی بڑی سلطنتیں روم و ایران تھیں اور مصر جس
کو دنیا کے مالک میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے،

شانی نے اسلامی سفیر کو باندھ دیا تھا اور پھر شہید بھی
کو دنیا کے مالک میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے،

صلح حدیبیہ کی داستان ایمان افروز (مضمرات اور نتائج)

عبد الرحیم ندوی

ایسا بھی ہوتا ہے ابوسفیان حیران رہ گیا، لیکن اس بقدرتی و منان تیار کرنے کا پھر وہ ہزار جانشوروں کے کچھ اور بچھ میں کوئی سودا ساملا ہوا تھا، وہ حضور کی خدمت میں کوئی اور تجدید معاہدہ کی درخواست کی اور کفار کے جاسوس کو طرح دیتے ہوئے اس طرح پڑھتے تھے، آپ نبھی تھے، دنیا کو رتو حید سے منور کرنا، اور شرک کے ان کو کافنوں کا نام خیرت ہو سکی اور ایک شام مکے پیوچھا سفارش کا طالب ہوا لیکن سب نے کان پر ہاتھ کی گندگی سے پاک کرنا آپ کا مش تم، خاتہ خدا جس کو اس محل و ابرائیم جیسے توحید پرستوں نے تعمیر کیا تھا، وہ آپ نے دشمن کو مرعوب کرنے کے لیے یہ ترک کی، حکم فرمایا کہ ہر فوجی الگ آگ روشن کرے، اب اس کو سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے، کس کیکھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے، کس کے پاس جائے آخر وہ حضرت علیؑ کے پاس پیوچھا کمکی جغڑا فیاضی حیثیت بھی ایک مرکز کی تھی کہ جب لٹکر اسلام نے اس طرح آگ روشن کی تو وادی مراطیب ان میں آگ ہی آگ نظر آئے گی۔

اوہ عرض کیا حضرت علیؑ نے بھی مدوسے ہاتھ کھینچا، پر قبضہ گویا پورے عرب بلکہ دنیا کے قلب پر قبضہ تھا، اس کی بوكھا ہست اس حد تک بڑھی کہ حضرت حسین وہی تو حید کا مرکز تھا، اس کی صفائی ضروری تھی، اصل جو اس وقت بچھے تھے ان کی سفارش کا خواستگار ہوا، آپ کے مشن میں یہ جیز داخل تھی، لیکن حالات سازگار تھے اور ابھی وقت کا انتظار تھا۔

کہاں ابوسفیان کہاں یہ چھوٹا بچھے اس سے ہم ابوسفیان سازگار تھے اور ابھی وقت کا انتظار تھا۔ بلکہ پورے قریش کی پوزیشن کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ گھوڑے دوڑائے کہ کونا قبیلہ ہے، کون سے لوگ متقارنی تھی کہ اب ان کے مرکز کی تطمیز کر دی جائے ہیں، جن کی اتنی کیش تھا ہے، لیکن اس کے تجھیں میں ہر قبیلہ اس سے فروتنظر آتا، وہ اسی اڈی ہبز بن میں ہٹ رہے ہیں ابوسفیان ایک بچھے سے سفارش کرانا چاہتا ہے، اور اپنے اس عمل میں وہ سمجھدے ہی ہے۔

جب کوئی بات بنتی نظر نہ آئی تو اسی بے چینی پتھر ہٹ جائیں اور راست بالکل صاف ہو جائے لیکن معاملہ کی پابندی بھی اسلام کی بینادی قیمت ہے، لیکن اور بدحاشی کے عالم میں حضرت علیؑ سے کہا آخر میں کیا گزرے ابوسفیان کی آواز سن کر بیجان لیا۔

آواز دی، ادھر آؤ، پوچھا تم کون ہو بتایا عباس۔ کہا ادھر آجائے آج لٹکر اسلام آپکا ہے، اب اعلان کر دیا۔ قریش نے خود اس کا جواز فراہم کر دیا۔

”میں صلح حدیبیہ کے معاملہ کی تجدید کرتا اور پھر ایک مظلوم کی مدد اور اس کی دادری بھی تو ضروری دیکھ لے گا تو فرما تھا ری گردن اڈے دے گا۔“

اس طرح سے کوئی بات تو بنے والی نہ تھی۔ رہے اور اس کو معاف کیا جاتا رہے، پھر تو مظلوم کی کردیے اور اس کو پکھ بھج میں نہیں آرہا تھا کہ آج اس جو درگت بنے گی وہ تھا جیان نہیں۔

اسی ساختہ کہنے والے نے کہا یہ تو علیؑ نے تمہارے ساتھ کھیل کیا ہے، بہر حال معاملہ ثوٹ چکا تھا، دادری کی تیاری کا حکم دے دیا، اور اس بات کا انتظام دینا کوئی اچھی بات نہیں، عرض کیا آخر تم کیا کہتے اور حضور نے تیاری کا اعلان کر دیا۔

آخر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص آتا ہے تیاری شروع ہو گئی، ہر شخص اپنی وسعت کے لیے پچاؤ لاجت سے درخواست کرتا ہے لیکن آپ باوجود اتنے رحم

کے دماغ میں کوئی اور بھی سودا ساملا ہوا تھا، وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور تجدید معاہدہ کی درخواست کی اور کفار کے جاسوس کو طرح دیتے ہوئے اس طرح پڑھتے تھے، آپ نبھی تھے، دنیا کو رتو حید سے منور کرنا، اور شرک کے ان کو کافنوں کا نام خیرت ہو سکی اور ایک شام مکے پیوچھا سفارش کا طالب ہوا لیکن سب نے کان پر ہاتھ رکھا کہ یہ کام تو ممارے بس کا نہیں ہے۔

آپ نے دشمن کو مرعوب کرنے کے لیے یہ ترک کی، حکم فرمایا کہ ہر فوجی الگ آگ روشن کرے، اب اس کو سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے، کس کے پاس جائے آخر وہ حضرت علیؑ کے پاس پیوچھا کمکی جغڑا فیاضی حیثیت بھی ایک مرکز کی تھی کہ جب لٹکر اسلام نے اس طرح آگ روشن کی تو وادی

صلح حدیبیہ نے عرب دنیا میں اسکن ومان کی فضا قائم کر دی، اہل اسلام اپنے دعویٰ میں ہوا ہے، اس کی بوكھا ہست اس حدیبیہ میں صلح کی تھی، ورنہ جھکنے کے پاس جائے آخر وہ حضرت علیؑ کے پاس پیوچھا اور مدعا عرض کیا حضرت علیؑ نے بھی مدوسے ہاتھ کھینچا، وہی تو حید کا مرکز تھا، اس کی صفائی ضروری تھی، اصل جو اس وقت بچھے تھے ان کی سفارش کا خواستگار ہوا، آپ کے مشن میں یہ جیز داخل تھی، لیکن حالات منفرد یکجا تو کانپ گیا، اپنے تجربات و تیاریات کے سازگار تھے اور ابھی وقت کا انتظار تھا۔

کہاں ابوسفیان کہاں یہ چھوٹا بچھے اس سے ہم ابوسفیان اور آئندہ دوڑائے کہ کونا قبیلہ ہے، کون سے لوگ اور آئندہ دوڑائے قریش کی پوزیشن کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ غرداہن کیر ہوئی، پوکھلائے، گھبراۓ پکھ سوچا پکھ متقاضی تھی کہ اب ان کے مرکز کی تطمیز کر دی جائے ہیں، جن کی اتنی کیش تھا ہے، لیکن اس کے تجھیں میں ہر قبیلہ اس سے فروتنظر آتا، وہ اسی اڈی ہبز بن میں ہٹ رہے ہیں ابوسفیان ایک بچھے سے سفارش کرانا کھا کر آپ کے پیچا عباس جو اسلامی فوج کے کوچ سے چاہتا ہے، اور اپنے اس عمل میں وہ سمجھدے ہی ہے۔

اور دعوت حق کے راستے کے چھوٹے بڑے سارے پتھر ہٹ جائیں اور راست بالکل صاف ہو جائے لیکن اور دعوت حق کے راستے کے چھوٹے بڑے سارے پتھر ہٹ جائیں اور راستے کے چھوٹے بڑے سارے مدنیہ ہو پختا ہے، مدینہ پیوچھے ہی سب سے پہلا جھیلکا اس کو ایسا زور دار لگتا ہے کہ وہ اندر سے ڈیپر ہو جاتا ہے۔

واقع یوں ہوا کہ وہ اپنی لاڈی بیٹی ام المؤمنین حضرت ام جیبہ کے یہاں پیوچھا اور بستر پر بیٹھنا چاہی رہا تھا کہ ام جیبہ نے بستر پلٹ دیا۔

”میں صلح حدیبیہ کے معاملہ کی تجدید کرتا اور پھر ایک مظلوم کی مدد اور اس کی دادری بھی تو ضروری تھی اگر اسی طرح ظالم قلم کرتا ہے اور زبانی معافی مانگتا ہوں“ اور یہ کہہ کر مدد و رانہ ہو گیا۔

اس طرح سے کوئی بات تو بنے والی نہ تھی۔ رہے اور اس کو معاف کیا جاتا رہے، پھر تو مظلوم کی کردیے اور اس کو پکھ بھج میں نہیں آرہا تھا کہ آج اس جو درگت بنے گی وہ تھا جیان نہیں۔

اسی لیے ان سب باتوں کے پیش نظر آپ نے سخت گھڑی میں وہ کیا کہ اتنا بڑا لٹکر جس کا اندازہ برآواز تھا، لیکن جواب سن کر ان کو بڑی مایوسی ہوئی، ایک بھروسہ نے کہا یہ تو علیؑ نے تمہارے ساتھ کھیل کیا ہے، بہر حال معاملہ ثوٹ چکا تھا، دادری کی تیاری کا حکم دے دیا، اور اس بات کا انتظام دینا کوئی اچھی بات نہیں، عرض کیا آخر تم کیا کہتے اور حضور نے تیاری کا اعلان کر دیا۔

آخر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص آتا ہے تیاری شروع ہو گئی، ہر شخص اپنی وسعت کے لیے پچاؤ لاجت سے درخواست کرتا ہے لیکن آپ باوجود اتنے رحم

پکھ اور بچھے ہیں بونزراع کو مغلوب کر کے خود مغلوب ایصال اور مغلوب الحواس ہو گئے ہیں، انہوں نے سب شرطوں کو مکمل کر دیا اور کہا، ہاں! آخری شرط یعنی ختم معاملہ کا اعلان منظور ہے، قاصد وہاں ہو گیا لیکن جیسے ہی قاصد وہاں سے چلا قریش ہوش میں آئے اور ان کو احساس ہوا کہ ان سے بڑی بھول ہوئی، اس لیے کہ قریش کو اب مسلمانوں کی طاقت کا بخوبی اندازہ تھا، ان کو معلوم تھا کہ ان کا مقابلہ اب کوئی کھلی نہیں ہے، تبھی تو انہوں نے حدیبیہ میں صلح کی تھی، ورنہ جھکنے کے پاس جائے آخر وہ حضرت علیؑ کے پاس پیوچھا کمکی جغڑا فیاضی حیثیت بھی ایک مرکز کی تھی مکمل حدیبیہ نے عرب دنیا میں اسکن ومان کی فضا قائم کر دی، اہل اسلام اپنے دعویٰ میں ہوا ہے، اس کی بوكھا ہست اسکے پیش نظر خلائق کے بندوں کو بلا، اسے خبر خدا ہماری اعانت کر اور خدا کے بندوں کو بلا، سب اعانت کے لیے حاضر ہوں گے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی درود بھری فریاد، غرداہن کیر ہوئی، پوکھلائے، گھبراۓ پکھ سوچا پکھ کر دیں گے ہیں، اس معاملہ کی ایک وضاحت کا نامہ اخاکر بخرازاء مسلمانوں کے حیلیف بن گے ہیں اور ہبز بن جن اور انسانیت کی ہمدردی و نگاری کوٹ کوٹ کر بھری اندر انسانیت کی ہمدردی و نگاری کوٹ کر بھری کی تھی میں زر ادب تھی، بلکہ اس کی طرف سے توجہ کی تھی، آپ نے چھتیں حال کے لیے آدمی روانہ کیا واقعہ مدنیہ ہو پختا ہے، مدینہ پیوچھے ہی سب سے پہلا جھیلکا اس کو ایسا زور دار لگتا ہے کہ وہ اندر سے ڈیپر ہو جاتا ہے۔

اوہ بونزراع پر بھلہ بول دیتے ہیں، قریش جن کے وہ حیل فتح ان کو بھی دل کے پیغمبوں لئے کانے کا شرطیں رکھیں۔

(۱) مقتولین کا خون بہادیا جائے۔
(۲) قریش بونزراع کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔
(۳) اعلان کر دیا جائے کہ صلح حدیبیہ کا معاملہ ساروں کے ساتھ دربار رسالت میں حاضر ہوتا ہے، یہ موثر اور دراگنیز لجیس پول فریاد کی موقوع تھا آجیا، بھس بدل بدل کر کرتے دکھانے لگے اور بونزراع کو عقدس حرم بھی پناہ نہ دے سکا، ان کی سوچ با تھا آجیا، بھس بدل بدل کر کرتے دکھانے لگے اور بونزراع کو عقدس حرم بھی پناہ نہ دے سکا، ان کی سوچ با تھا آجیا۔

اللهم انى نأشد محمدًا حلف اينما ايه الاتلا فانصر رسول الله نصرا عتادا وادع عباد الله ياتوا مدادا

ہندوستانی میڈیا کا کردار

[اے تجزیہ]

تہجی عدوی

اور آئی ایس آئی کی کمین گاہ ثابت کرنے کی کوشش
کرتا ہے اور اس کے خلاف ایسی فضا بنا دی جاتی
ہے کہ حکومت اس پر پابندی عائد کر کے ہی دم لجی
ہے لیکن جب دوسری انتہا پسند تظکیموں کی بات آتی
ہے جن کا نیٹ ورک پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے
اور جن کی اقلیت بیزاری، دہشت گردی اور قومی
بھیتی کی فضا کو بگاڑنے کی سر توڑ کوشش جگ
ظاہر ہیں، ان کو دلیش بھیت کہا جاتا ہے۔ اور ان کی
فرقہ دارانہ منافرتوں پھیلانے والے سرگرمیوں
کو چھپا دیا جاتا ہے۔

آج پورے ملک میں مجموعی طور پر جو خوف راس اور وہشت گردی کی فضاء نہیں ہوئی ہے اس کا ب سے بڑا ذمہ دار قومی میدیا ہے، خبریں گھڑتے افواہیں پھیلاتا تو ہمارے میدیا کا طریقہ انتیاز ہے، وجہ ہے کہ وہ ان اطلاعات اور بیانات کو تو نمایاں پر رنگ آمیزی کر کے پیش کرتا ہے جن سے ماحول رتتا اور صورت حال کشیدہ ہوتی ہے لیکن ان خبروں بیانات کو دبایا جاتا ہے یا کتر بیونت کر کے پیش کاجاتا ہے جن سے تصادم ملتے، فرقہ دارانہ ہم آنجلی فضا قائم ہو۔

آج اس اکیسویں صدی میں مسلمانوں کو جس خوف و ہراس کا سامنا ہے اور انہیں اپنے ہی ملک میں جس طرح شناختی پر یہ سے پر یہ سے گزرنا پڑتا ہے، یہ ما حول یکخت پیدا نہیں ہوا بلکہ میڈیا نے مختلف طور پر اس کے لئے محنت کی ہے، ۱۹۸۶ء میں جب شاہ بانو کیس کا مسئلہ آنحضرت اتو انگریزی و ہندی پر لیس نے اس مسئلہ پر ایسی مخالفانہ صفت آرائی (OPPOSED) TOOTH AND NAIL کا مظاہرہ کیا جس کی مثال بت قول مفتکر اسلام سید مولانا ابو الحسن علی ندویؒ: شاید یہ قسم ہند اور جدا گانہ قومیت کے مسئلہ پر بھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی، پر لیس اور فرقہ پرست جماعتوں کی

.....ہندوستانی میڈیا کا دوسرا پہلو ملکی وقومی دنوں آزادی رائے کے نام پر دنیا کے مختلف حصوں میں سائل میں اس کا کردار ہے، اس میں شک نہیں کر قومی میڈیا نے بوفورس، سینٹ کیس، چارا گھوٹالہ اور تھملکہ لگا کر گرم مسلحہ ناکر پیش کیا، ہمارے میڈیا کی ذہنیت کا اندازہ لگائے کہ ۱۱ ستمبر کو امریکہ پر ہوئے حملہ کے دن جس طرح عالمی میڈیا فلسطینیوں کو جشن مناتے دکھارتا تھا۔ اسی طرح ہندوستانی میڈیا مثلاً آج تک، زیستی نیوز اور اسٹار نیوز اس کار د عمل کشمیر میں دیکھنا چاہتے ہیں سایہ باز یگری کو بھی دھل تھا۔

لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ ایشیائی ملکوں میں چونکہ ذرائع ابلاغ کی ترقی، مغرب میں ہونے والی مشینی ایجادوں کی صورت ہے اور میڈیا کے ضابطہ اخلاق معین کرنے میں ان کی خاطر خواہ تقلید کی گئی ہے، اس لیے قدرتی طور پر تحریک، دہشت انگلیزی، جمود اور سب و شتم، ہندوستانی میڈیا کی پہچان بن گئی ہے، اسلام اور مسلمانوں کے تینیں اس کا رویہ مغربی ذرائع ابلاغ سے جدا نہیں ہے، مسلمانوں کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے، ان کی شبیہ کو بگاڑ کر پیش کرنے، کسی کو علامت بنا کر مسلمانوں کو گالی دینے اور انہیں خوف زدہ کرنے میں یہ کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے ہیں، چھپلے

مختصر کا

کسی خاص برادری اور قوم، کسی خاص نسل
اور علاقے کے لیے نہیں، مخفی نبی نوع انسان ہی کے
لیے نہیں بلکہ تمام چرند و پرند اور ساری خلائق کے لیے
عام ہے۔ آپ کی آمد سے انسانیت کو سر بلندی
عطایا ہوئی۔

آن ج اس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت
با سعادت کا دن ہے، جس کو رب العالمین یعنی تمام
جهانوں کے پالنے والے نے رحمۃ للعالمین یعنی تمام
جهانوں کے لیے باعث رحمت بنا کر بھیجا۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تمام طبقوں کے حقوق
کے محافظ تھے، آپ نے عورتوں، ضعیفوں، مسکینوں،
اپاہجوں، پڑوسیوں، بچوں، تیسوں، یہاروں اور سماج کے
دبے کلپے اور ستائے ہوئے لوگوں کے ساتھ ہم دردی،
محبت، رحمت اور حسن سلوک کی ہدایتیں دی ہیں آج
اگر ان پر عمل ہو جائے تو ایک بہترین معاشرہ وجود میں
آجائے گا۔

انسانیت کے اس محن اعظم نے اپنے زمانہ مبارک میں پیام انسانیت کی تبلیغ و اشاعت محض زبان والفاظ ہی سے نہیں کی بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔

آج ہم اس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کر رہے ہیں، جنہوں نے نیا عالمی نظام (New World Order) کے قائم

کیا کہ بلکہ اس کو چلا کے بھی دکھادیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دنیا کو انسانیت کے پیام اور کام سے روشناس کرایا۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے جان شار صحابہ کرام، تابعین عظام، اولیائے کرام، مشائخ اور صوفیائے عظام نے اسی پیام انسانیت کی تبلیغ و اشاعت کی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ت رحمہل ہیں۔

ابوسفیان حضرت عباسؓ کے خپر پر سوار ہو جاتا ہے
اور وہ حضورؐ کے پاس لے کر چلتے ہیں، اتنے میں حضرت
عمرؓ کی نظر ابوسفیان پر پڑی وہ چک کر بولے، اودشمن
اسلام تو ہے، آج انتقام کا موقع ہے، دوڑے ہوئے آپؐ
کے پاس ہوئے نے کہ حضرت عباسؓ نے خپر تیز دوڑایا
ور حضورؐ کی خدمت میں ابوسفیان کو پیش کر دیا، ابوسفیان
حضورؐ کے دربر وہوئے آپؐ نے فرمایا:
کیا ابھی تک وقت نہیں آیا کہ تم اللہ کو ایک
حاتون اسغان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان

اوں، آپ بہت رحم دل، کریم انس و شریف ہیں صل
بی کرنے والے ہیں، اس میں تو مجھ کو شک نہیں رہا، اس
لیے کاگر کوئی اور خدا ہوتا تو آج ضرور میری مدد کرتا۔
آپ نے فرمایا: اللہ تم کو سمجھ دے کیا اب بھی
ابوسفیان نے اسلام قبول
کیا۔ فرمائی تھی: آج تم محکمہ اسلام کے ہیں۔

الوشقان نے آب کی رحم دلی و کریم افسکی سے فرمایا لے جاؤ الوشقان

ورا اوصاف تمیہ کو ذکر کرنے کے بعد عرض کیا۔ اس جب لشکر اسلام گزرے تو

حالمہ میں ذرا ٹک ہے، قربان جائے عربوں کی
شان و شوکت کا نظارہ
لشکر حركت میں آیا تو محسوس
است بازی پر کہ جان کے لالے پڑے ہیں، دشمن کا
لشکر جرار ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی طرح سر پر کھڑا ہے،
میں موجود اسٹھر ہی ہیں
دکھا کر آگے بڑھ جا رہی
بیت طاری ہے، انجمام آنکھوں کے سامنے ہے لیکن
ابوسفیان کا نپ کا نپ جا
بان سے وہی کہتے ہیں جو دل میں ہے نفاق کا کہیں

لز رہیں کچھ بھی ہو لیکن جس بات کو حق سمجھتے ہیں اس

جناب شاہد حسین صاحب کو صدمہ، بھائی کی وفات

معاون ناظر عام ندوۃ العلماء جناب شاہد حسین صاحب کے برادر گرامی ماجد حسین کا ۲۵ صفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۶۸ء کو سکروری میں واقع اپنے مکان میں انتقال ہو گیا۔ وہ ایک عرصہ سے مریض تھے، مسلسل علاج کے باوجود تقدیر بالی غالب آکر رہی، اس سخت حادثہ پر ادارہ تعمیر حیات جناب شاہد حسین صاحب سے تعزیت کرتے ہے اور دعا گو ہے کہ پسمندگان کو صبر جیل عطا فرمائے اور مرحوم کی مغفرت فرمائے، اور پلندور جات سے نوازے، قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

لائیں دیکھیں، لیکن کیا آپ نے ان حوصلوں کی موت خبر ہاتے یہ ہے کہ ندوہ سے یونیورسٹی کا فاصلہ کتنا ہے؟ درمیان فائزگر ہو رہی ہے۔

وقدم، ندوہ کی اذان سے وہاں کے درمیان گوئی خبے دیکھی جوان خبروں کے پڑھنے سے ہوئی، جبکہ حقائق عقل سیم رکھنے والا یہ سمجھ سکتا ہے کہ اگر تقریر میں، ہر خلاف ہوتی تو ان سے کیسے چھپ سکتی تھی اس کے برعکس ہے، تقریر ۱۰۰۰ روپیہ مارے گئے، اور فلسطین پر اسرار پر خفت جنوبی کی ہے لیکن ان حالات میں جب وہ اپنی فلسطینیوں کی وجہ سے حوصلہ ہارنے لگے ہیں یا ان کی خوداعتاوی میں کی آئی ہے، اسراطیلی قوج کا حوصلہ پست ہوا، اسرائیلی حساس کی قید ایک انفارمر ضرور ہوتا ہے، لیکن اس کے تو ایسے موقعوں پر قرآن نے حوصلہ بڑھایا ہے، یہاں سے اپنا اکتوبر قیدی چھڑانے کے بجائے دو کوارڈے باوجود دو ہفتہوں تک کسی کو پہنچنے چلتا کہ تقریر میک آئے، یہ میرا بیان نہیں بلکہ ان اسرائیلی اخبارات اور خوزاں ہجتیں کی روپورث ہے جنہوں نے اسرائیلی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آن یعسیٰ کم قرح فقد مس کے ایک اخبار میں چھپ کر لوگوں تک پہنچتی ہے تو القوم قرح مثلہ، وتلک الأيام نداولها بين واحح نکست کا اعلان کیا ہے اور کھلے عام اسرائیلی خنت رد عمل سامنے آتا ہے، اور پھر یہ کہ اگر یونیورسٹی قیادت پر تختیز کی ہے، ہماری خرخواہی میں نہیں بلکہ پر مسلمان اتنے مایوس ہو گئے تھے کہ جب ان سے کہا کے طباء و ذمہ داران چاہے تو ندوہ آکر حقیقت معلوم گیا کہ دشمنوں کا پیچا کرو تو وہ اس تیزی کا مظاہرہ نہ کر سکتے تھے لیکن اس کے بجائے انہوں نے اس خبر پر ایسے ہی آمناؤ صدقنا کہا ہے یہ خرخواہی بلکہ کوئی غزہ کی برپادی کی داستان پڑھی ہے، اور ہماری بیدار آسمانی پیغام ہو، اور یہ بھی نہیں سوچا کہ جن کو وہ نماء (۱۰۲) میں فرمایا "الا تهنوافي ابتداء" مخفی کا یہ عالم ہے کہ اگر یہ باقی ہم کسی سے کہتے بھی ہیں تو وہ ہمارا منہ تکتا ہیں، اور ہماری "کم ثناہی پرانا" کی انشاعت، ان تکونوں ایالموں فانہم یا الموں ہندوستان کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے، اور بہت سے روزانہ میں کی خبریں ہوتی ہیں جو صحیحیت کی بجائی ایسا کامک ہے، یہ ہے میڈیا کی طاقت! اور اس کا مقنی روں۔

میڈیا کی شرارت اور غیر ذمہ داری کی ایک اور مثال حال ہی میں سامنے آئی، اگر بروقت اس کا تدارک نہیں کیا جاتا تو پورا ملک فسادات کی نذر بھت سے تھی وست ہو جائے وہ لاکھ وسائل کے باوجود کامیاب نہیں ہو سکتی، تاتاریوں کے مقابلہ میں ایسا ایک مینہ اشار صحافی نے کہا کہ "خلیل اللہ مسجد" میں دہشت گرد موجود ہیں اور گولیاں چل رہی ہیں۔ اگر اس خبر کی ای وقت اس کے جمنوں پر آکر نہیں دیتے جس سے مسلمانوں کی ذاتی خوداعتاوی مقایی ایم، ایل، اے نے تردید نہ کی ہوتی تو دلیل یا حوصلہ میں اضافہ ہو، اس کی تازہ مثال غزہ ہے، آپ سیست ملک میں ہر جگہ فساد ہو جاتا، کیونکہ اس جیل نے اس طرح روپورث پیش کی جیسے دہشت گرد غلیل نے روزانہ اخبارت کے سیاہ صفحات کو پڑھا، منہدم مساجد کو دیکھا، روتے بلکہ پھول کو دیکھا، بے گروہن

اور اس کا پر چار بھی کرنے کو کہا، اور لوگوں میں پہنچت بھی تقسیم کر دیا۔" سوال یہ ہے کہ مسلم مظلوم قانون کے سلسلہ دیکھنے میں یہ بہت ہی معمولی اور بظاہر میں ۶ مئی ۱۹۸۲ء کے منور شدہ میں پر میڈیا نے پروپیگنڈہ قسم کی جرتحی لیکن اس کا نتیجہ کیا لگا، مولانا ہی آسان سر پر اخالیا تھا، اور اس کو طبقہ نسوان کے حق کے قلم سے ملاحظہ ہوا: "لکھنؤ یونیورسٹی کا زیریندرہاٹل میں قلم عنیم سمجھا تھا لیکن سی کے اس واقعہ پر میڈیا ندوہ کے پرانے دارالاقامہ کے قریب، ندوہ کے احاطہ میں کیوں سوچ گئے؟" غیر ملکی طاقت حملہ کرنے والی ہے، یا کوئی بہت تاک دلزلہ آئے والا ہے یا کوئی آتش فشاں پھنسنے والا ہے، یا کوئی ملک گیر ملک و پاصلینے والی ہے۔" ہم تسلیم کیے لیتے ہیں کہ اس موقع پر ہمارے اگریزی و ہندی ذرائع ابلاغ پر مسلمان عورتوں سے ہمدردی کا دورہ پڑا تھا، اور وہ قلم کے خلاف آواز اخنانے میں ملک سے تو کیا انہوں نے غیر مسلم عورتوں کے سائل پر بھی ویسی ہی آواز اخنانی تھی؟ یہ قلم کے خلاف کیسا پر دیگنڈا آئی جہاد تھا کہ تھیک انہی دلوں جب شادیاں کیس کا مسئلہ گرم تھا، ہاتھر آف اغیار میڈیا کی ایک غلط خبر سے حالات لکھنؤ کی اشاعت ۶ اگریزی اپریل ۱۹۸۲ء میں ایک خاتون کا بیان شائع ہوا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ ہندوستان میں ہر سال غیر قانونی طور پر استغاث حل سے چھیاسٹ لائک اموات ہوتی ہیں، لیکن کس اخبار نے اس کے خلاف احتجاج بلند کیا؟ غیروں پر کرم اور اپنوں پر ستم کی یہ عجیب و غریب مثال ہے، انہی دلوں توی آواز لکھنؤ میں ایک اور دلوز خرشائح ہوئی کہ راجستان فرقانہ کو موضوع بنایا کہ مسلمانوں کو اپنی زندگی میں ایک خطاب فرمایا تھا، مولانا منعقدہ جون ۱۹۹۹ء میں ایک خطاب فرمایا تھا، مولانا کے تذکرے کے ساتھ اور اگریزی اور ہندی اخبارات میں ندوہ کے طباء کے اس میں شریک ہونے کے اثرام کے ساتھ آئی۔

اور جب اگریزی کے ایک ویع اخبار شرپندا خبار کی خاطر پورنگ اور اس کے اثرات کو مولانا ہاتھر آف اغیار کے ایک نمائندہ نے یونیورسٹی کے طباء سے استفار کیا تو ان کی یوین کے صدر نے یہ بیان دیا ہو گئی، اور عقیدہ ندوں کے سیاہ کارہے تھے، سی "شان اقیازی" پیدا کرنے کی دعوت دی، اس پر ایک اپنے شوہر کے ساتھ تقریر یا لائک افراد کی موجودگی میں جو "تی ما تا کی جے جے" کے نظرے کا رہے تھے، سی اس جلسے کے ویع بعدہ ملک کے ایک ہندی راجستان ہائی کورٹ کے حکم اور بعض قیمتوں کی اس روز تامہ "جن ستا" کے نامہ نگارنے رقم کی اس تقریر کے خلاف رہ دائر کرنے کے باوجود چدری کی رسم سے ہندوستان خلاف مفہوم لگانا، اور نہایت ناقدانی بھی انجام پائی، راجبیت نوجوان ہاتھوں میں تگی امداز میں خربنگی اور "شان اقیازی" سے ملک خلاف تجوب کی بات یہ نہیں ہے کہ لوگ مشتعل کیوں تکواریں لے کر تی کے مقام پر پہنچ دے رہے تھے، تصور قائم کیا، اور لکھا کہ مولانا نے مسلمانوں کے ہوئے، اس لئے کہ جس طرح روپورث کی گئی اس پر ہر سی کی تصویر کھلے عام ۱۹۷۰ء اور پہلے میں فریخت ہوئی بڑے مجھ کو علاحدگی اور ملک خلاف جذب کی تلقین کی، محبت وطن کا مشتعل ہو جانا فطری بات ہے لیکن تجوب

"اس جلسے کے ویع بعدہ ملک کے ایک ہندی روز تامہ "جن ستا" کے نامہ نگارنے رقم کی اس تقریر کے خلاف رہ دائر کرنے کے باوجود چدری کی رسم سے ہندوستان خلاف مفہوم لگانا، اور نہایت ناقدانی بھی انجام پائی، راجبیت نوجوان ہاتھوں میں تگی امداز میں خربنگی اور "شان اقیازی" سے ملک خلاف تجوب کی بات یہ نہیں ہے کہ لوگ مشتعل کیوں

تصور قائم کیا، اور لکھا کہ مولانا نے مسلمانوں کے ہوئے، اس لئے کہ جس طرح روپورث کی گئی اس پر ہر سی کی تصویر کھلے عام ۱۹۷۰ء اور پہلے میں فریخت ہوئی بڑے مجھ کو علاحدگی اور ملک خلاف جذب کی تلقین کی، محبت وطن کا مشتعل ہو جانا فطری بات ہے لیکن تجوب

تمہیر حیات۔ ۱۰ مارچ ۱۹۸۰ء

موقوں سکونورہ بالاضمیون میں تحریکیں
القرآن، لاہور، سہ روڑہ دعویٰ تحریکیں
اتحاد، کاروڈان زندگی مؤلفہ حضرت
مولانا سید ابوبالحسن علی حسنی ندوی
اور اس کے علاوہ دیگر اہم جراثتوں خیار
سے استفادہ کیا گیا۔

مولانا شہباز اصلحی

مر کے جوہران کے جوہر کھلے

امین الدین شجاع الدین

کے لیے بڑے کام کی چیز ہوتی اس لیے کہ جنہیں میں
بڑا انحطاط آتا جا رہا ہے کہنے کی جوبات ہے وہ یہ ہے
کہ کئی دہائیوں پر مشتمل مولانا سے ملا تین ریں تک
مولانا نے کہی اپنے شاعر افسانہ تکار او رہا تامہ زندگی
کے ایڈیٹر ہونے کی بات نہیں بتائی کس قدر راخفا مقام
اور بے نیازی اور خودنمایی سے پر بیز تھا۔

مولانا اپنا تحصیل ہندی لکھا کرتے "شہباز

ہندی" ظاہر ہے کہ مولانا بنیادی طور سے معلم و مرتب

تھے اس لیے ان کی ان نظموں میں جو فراہم ہو گئی ہیں

ان میں معلمانہ و مریانہ شان دیکھنے کو ملی ہے کاش کر

شر و شاعری کا نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ ذوق پایا، دوران

حقائق تو دوسرے زاویے بھی سامنے آتے، یہاں دو ایک

نمونے پیش ہیں جو دعویٰ رنگ لیے ہوئے ہیں۔

کہ محسوس ہوتا کہ شاعر نے یہ شعراہی موقع کے لیے

اوہ گہرا اور مطابق و سچ تھا، طلبہ اور اساتذہ بھی مولانا

سے استفادہ کرتے اور مولانا پوری وجہ و اسماں کے

شعر کا محض مفہوم بیان کرتا تو مولانا بغیر کسی تاخیر کے وہ

لیکن اس قدر طویل عرصہ کی قربت کے علاوہ معاصر شعراء

مولانا کا واقعی تعارف نہیں حاصل کر سکے اور مولانا کی

میں سے حفظ میر بھی، عامر عثمانی اور رشید کوثر فاروقی کا

اعلیٰ علمی کا اخواہ نہیں میں درجہ عالمیت کے طلبہ کی طرف

اجتناب کے مزاج کا اندازہ نہیں ان کے انتقال کے

بعد اس وقت ہوا جب ان کے سچے پڑھاتے ہیں تو بات نہ

لیکن اس کے طور پر کوئی شہر ضرور لقل

صاحب قلّا جی ایک مسودہ لے کر آئے جو مولانا کے

ڈاکٹریاں میں کتب خانے میں محفوظ ہوتیں تو مولانا

اوہ دوسرے اساتذہ کی تصحیح بھی محفوظ ہو جاتیں ہیں

یہاں کے جوہر ہم پر کھلے اور ان کی محبت و عظمت

اور عقیدت میں اور اضافہ ہوا، اللہ ان کو غریب رحمت

کرے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

مولانا کے شاعر ہونے کا تو ہمیں علم قماں لیے

کر افضل ہمیں صاحب مرحوم کی مرتب کردہ نصابی

کتاب "چاری کتاب" کے کسی جزو میں ان کی ایک

نظم دیکھ کے سپاہی، شامل ہے جوہم نے پڑھ رکھا تھا

لیکن انفسوں کے بھی مولانا کا تکھدیتا۔ کاش کہ مولانا کے

قلم سے استاذ شعراء کے کلام کی تشریع آجائی تو نیں نسل

یہ شاندار گھر بھی
مالک بھی ساتھان کے
دلی کالال قاب
اور آگرے کار و پس
دیوار جھنیں کی بھی
اہرام مصر کے بھی
سب سمت پھنس کے بالکل
کچھ بھی نہیں رہے گا
تب پھر یہ سارے انسان
قبروں سے اپنی اپنی
مالک کے اپنے آگے
جا سیں گے پھر بلائے
والا ہو گئی اک عدالت
انصاف کی تو سورت
دنیا میں جس نے جو کچھ
کی ہو گئی کوئی نیکی
تو سات سو گئے تک
بدلے گا اس کو
اور جس نے جو رانی
اس زندگی میں کی ہے
ذرہ برا بر ہو وہ
بدلے گا اس کو
ظالم کے قلم کا اور
بے کس کی بے کس کا
بس تھیک تھیک سب کا
انصاف ہو گا اس دن
محمود نے سناؤ
غم ہو گیا غلط سب
(جاری)

مولانا کی مشہور نظم "نیکی کے سپاہی" ہے "محمود کی تمنا" جو بچوں
کے لیے لکھی گئی ہے۔ بچوں کے لیے ادب تیار کرنا بھی
کھیل نہیں ہے ملاحظہ ہو چند بند:
هم نیکی کے جانباز سپاہی نیکی کو پھیلانیں گے
ہم موہن ہیں ہم مسلم ہیں، ہم اچھائی پر رتے ہیں
ہم عدل و امانت کے خواہ ہم چھائی پر رتے ہیں
میں ان شریروں کا ذکر ہے جو راست چلتے ہوئے ایک
نایبنا نیمیں دے کے کوئی کوئی کوئی میں گردادیتے ہیں
ہم نیکی کے جانباز سپاہی نیکی کو پھیلانیں گے
نایبنا لڑکا درخواست و فریاد کرتا ہے لیکن شریروں پیچے بھی
ان بھی نیمیں باہوں میں کیا زور ہے کوئی کیا جانے
شمکھا کرتے ہیں، اسکوں جاتے ہوئے محمود کا گزر اس
راستے سے ہوتا ہے نایبنا لڑکے کی فریاد کر اس کا دل
بھرا آتا ہے، اور اس وقت اسے اور تکلیف ہوتی ہے
پر وقت پڑے گا تو پھر ہم سب کچھ منواسیں گے
جب وہ شریروں کو بھی مذاق کرتے دیکھتا ہے چاہتے
ہم نیکی کے جانباز سپاہی نیکی کو پھیلانیں گے
تو اس کے دل سے صداقتی ہے کہاے خدا! اب تو ہی
مولانا کے شعری ذوق کی بات چل رہی تھی
مفتکو ہو یا تحریر مولانا اشعار کا بھل استعمال
عدالت قائم کر اور ان شریروں کو سزا دے، وہ اسکوں
کرتے نہ دوہ کے فارغ طلبہ کے لیے ۱۹۰۵ء کی
ڈائری میں مولانا نے جو پیغام لکھا وہ تو صرف اشعار پر
اور جزا اور زرما کے دن کا سبق پڑھاتے ہیں تو بات نہ
بھی ہے ملاحظہ ہو:
عزیز گرامی قدر!
اس مرحلہ پر مولانا روم کے دو شعر یادداشت
لکھوں میں کہ کس طرح آخرت جیسے موضوع کو آسان
مناسب معلوم ہوتا ہے
زبان میں بیان کر دیا ہے۔

مرغ پر نازتے گر پاں شود
اوپر جو سارا تھا یا
طمعہ ہرگز بہ دراں شود
سورج کو سر پر دیکھا
ترجمہ: وہ چیزیا جس کے ابھی پر نہ لکھ ہوں
ناوقت ہو رہا تھا
اگر اے گی تو کسی خونخوار بیلی کا لقہ بن جائے
بھاگا وہ مدرسے کو
گی (اعاذنا اللہ)
اس روز کے سبق میں
دست ہر نااہل بیارت کد
استاد نے تایا
سوئے مادر آکر تھارت کد
آئے گا اک زمانہ
ترجمہ: نااہل کا ہاتھ تھجے یہاں مہادے گا، ماں
کے پاس آؤہ تیری حمار داری کرے۔
اللهم وفقنا لالتحب و ترضی
شہباز

یادا یام - ایک مطالعہ

مؤلفہ: مولانا حکیم سید عبدالحی حسینی

پروفیسر خلیق احمد رضا

علامہ عمر مولانا حکیم سید عبدالحی حنفی نے گجرات کی ہزار سالہ تاریخ کو ایک رہنمہ اور بہر مختصر رسانا "ناد امام" میں اس طرح جمع کر دیا تھا کہ شاید ہی کوئی ایسا پہلو ہو جس پر گفتگونہ ہو، وقت کے اہل علم و فضل نے اعتراض کیا کہ یہ رسالہ صرف واقعات کی کھوئی نہیں بلکہ حالت اجتماعی، علمی اور رہنی جدوجہد، افکار اعمال کی تغیر اور روحانی اور اخلاقی زندگی کا عکاس ہے، اس کتاب کی اشاعت (۱۹۸۳ھ مطابق ۱۹۰۳ء) کے لئے متاز سوراخ پر فیر خلیق احمد نقائی نے ایک تعارف لکھا جو صرف کتاب کا تعارف نہیں بلکہ تاریخ گجرات کا آئینہ بھی ہے، اختصار کے ساتھ افادۂ عام کے لئے پیش خدمت ہے۔

اور گزیب عالمگیر نے اپنے فرزند شاہزادہ محمد اعظم کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا، ۱۵۹۵ء میں عباسی خلیفہ نے یہاں کو جوان طوں گھررات کا گورنر تھا، ایک خط میں لکھا تھا:-
”گھررات کہ زیب و نیب ہندوستان است، اہل شامل تھے، وہ نہ صرف تابی تھے، بلکہ حدیث کی پہلی کتاب انسوں نے ہذا تاریخ کی تھی، ان کے حلقةٰ تلاذہ میں امام اس داریاب بنتِ سید جہتی میں باشندہ“

کھنچتی تھیں، سولہویں اور سترہویں
ہوتا ہے کہ دینی اور شافعی زندگی کا مرے
مغلل ہو گیا ہے، اور شاید ہی کوئی دینی
کے متغیر عالم یہاں موجود نہ ہوں، علیٰ
عبدالجی مرحوم نے صحیح لکھا ہے کہ علوم
شیراز تھا، توحیدیت کی خدمات کے لئے
مامنگت رکھتا تھا، علم حدیث کی سر
یہاں فتنے میں بھی شاندار کارنا مے انجام

خانوادے، پا�نوم چشتی، سہروردیہ، مغربیہ اور
سلوں کی عظیم الشان خانقاہیں اور جماعت خانے
قامُ ہوئے، اور بھاں سے ملک کے دوسرے علاقوں
ان کے ذریعہ سلوں کا دور تجدید و احیاء شروع
ہندوستان کے کسی دوسرے علاقے کی طلبی اور تمدنی سرگز
کی تاریخ آتی مسلسل اور طویل نہیں ہے، جتنی کجرات کی
اگریاں اور معماٹی نقطہ نظر سے دیکھا
تو کجرات کی اور بھی دلاؤں تصورِ ابھر کر سامنے آتی

اور نگزیر نے اپنے فرزند شاہزادہ محمد اعظم کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا، ۱۵۹۶ء میں عباسی خلیف نے یہاں جو فوج بسیجی تھی، اس میں ابو بکر رعیت بن سعیج المهری بھی شامل تھے، وہ نہ صرف تابی تھے، بلکہ حدیث کی پہلی کتاب انھوں نے ہی تیار کی تھی، ان کے حلقہ تلامذہ میں امام سفیان ثوریٰ امام عبدالرحمن بن مہدیٰ، امام دکیع بن جراح، امام علی بن عاصم جیسے ائمہ دین شامل تھے، اسی طرح کجرات میں علم حدیث کی دانش تبلیغ مبارک ہستی کے ہاتھوں پڑی، جس کے خرمن کمال کے خوش چیزوں اسی سخت بخش آب و ہوا کی عمارتوں کی خوبصورتی اور اس کی صحت بخشن آب و ہوا تعریف کی ہے، محاصر مورخ محمود بخاری، احمد آبادی مقصود شہزاد پر آیا، شیخ عبدالحق محمد دہلوی نے ابھی اپنی دولت کی فراوانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

کجرات کے زیر بادشاہی ہندوستان سے، اہل "کجرات کے زیر بادشاہی ہندوستان سے، اہل کسب و ارباب ہنر پر جہتی می باشند"

اور اس میں کوئی مبالغہ نہ تھا، شاہ جہاں کی نظر میں لرجو پنجد "شیر از ہند" تھا، تو عالمگیر کجرات کو ہندوستان کی سُن و زیبائش سمجھتا تھا، ایسا لفضل کے بقول اس کی حیثیت یک گھستان کی تھی، جس میں ہر نگز و بو کے پھول مہکتے تھے، کجرات صدیوں تک علم و فن کا مرکز، ارباب شہزاد اگوارہ، ارشاد و تحقیق کا سرچشمہ، اقتصادی زندگی کی شہزادگان کی تھیں۔

ل اور ایک سر لرم سچاری متذی رہا تھا، روحاںی اور مادی مندرجہ میں بچھائی گئی کہ کجرات علم حدیث کا مرکز بن چکا تھا، صحیح بخاری کی دو شریعتیں، جو غالباً ہندوستان میں بخاری کی ترازو بای بھالان عمود و گفتگیں از زر یود، رسماں ایرہ ہندوستان کے قردن وسطی کی تاریخ میں اس کو پورے سب سے قدیم شریعتیں ہیں، یعنی پدر الدین محمد بن ابو بکری داشت و تمام اہل سوق رانیز سک و ترازو از زر یود و سماں ایک اقتیازی حیثیت حاصل تھی، ہندوستان کا نئی آبادان بنا گئے۔ (زار الخسال طبع: کجھا۔)

.....اس کے بندرگاہوں نے تمام ایشیائی ممالک سے رشتہ قائم کر لیے تھے، ہندوستان کے حاجیوں قاتقے اسی سر زمین سے گزرتے تھے۔

جب بھیں کہ مجھے صحابہ جی بھی یہاں آتے ہوں، اور اس سردمیں زندگیاں گزاروں جیسے، یہاں کی درسگاہیں اور خانقاہیں، لیکن مٹوڑا اور محققان اندراز میں مولا جا حکیم سید عباد الحق مر جل آسودہ خواب ہوں، حضرت میر کے بعد یہ علاقہ عربیوں ہندوستان تھی تھیں بلکہ یہ دن ہند سے تشگان علم و معرفت کو لے "یادا یام" میں نظر والی ہے، وہ حضرت انگلیز

انہوں نے کجرات کی ہزار سالہ تاریخ کو اس طرح پیش کیا ہے کہ کوڑہ میں دریا سما گیا ہے، شاید یہی کوئی ایسا پہلو ہو جس پر منتکونہ کی ہو، حشووز و انک سے پاک، لیکن تاریخی اہمیت کی معلومات سے بھری ہوئی، یہ مختصر رسالہ حقیقت میں ایک رہنماء اور رہبر کی حیثیت رکھتا ہے جس سے تاریخی کام کرنے والے روشنی حاصل کر سکتے ہیں، اس سے تاریخ کجرات پر تحقیق کی گزر گا اسی روشن نیک ہوئی ہیں، بلکہ ہندوستان کے مختلف علاقوں پر کام کرنے والوں کے لیے ایک اعلیٰ قابل تقدیر نمونہ سامنے آگیا ہے، تاریخ کجرات کے بعض طی اور شناختی پہلو جن پر مصنف کی نگاہ یہ وہ نجی

کے، اس زمانہ میں بھارت کی وادیویہ، مدنگی میں یہ کام کیا جاسکتا ہے، اس اختصار اور جامعیت کے ساتھ یہ کام صرف وہی انجام دے سکتا تھا، جس کی مآخذ پر وسیع اور گہری نظر ہو، اور جو تاریخ کے خام مواد کے انبار میں سے ایسی تفصیلات نکال کر تاریخ کے چوکٹے میں پیش کر سکتا ہو، جس سے اس عہد کی جھیتی جاگتی تصویر آنکھوں کے سامنے آجائے، حقیقت میں مولانا حکیم سید عبدالحجی مرحوم کی حیثیت ایک تحریک دائرۃ المعارف کی تھی، انہوں نے یہ رسم شبانہ روز اسلامی ہند کی تاریخ اور تہذیب کے مآخذ کو کھنگالا تھا، اور ایسے ایسے گوشوں کا دور گجرات کی تاریخ کا عہدہ زریں تھا، جس میں تہذیب و تہذیب، علم و بشر کے سچ رہنمائیات نے پروردش پائی، سچ شہر آباد ہوئے اور مضاائقی آبادیوں کا سلسلہ ہر طرف قائم ہو گیا، مدنی زندگی کو جو رونق اس زمانہ میں حاصل ہوئی وہ فتحیہ الشال تھی۔

”مرائے تسبیحِ ممالک“ گجرات و فوج ہا در آں یا جماعت از امراء عالی شان مستین شد، از امضا و انصرام آں بیم بحکم سلطانی ہماہنا تجھم اقامت ساخت۔ (اخبار الاحیاء)

شیخ عبدالحق پر گجرات کی رونق اور اس کی اہمیت کا جواہر تھا، اس کا اندازہ اس شعر سے ہو سکتا ہے، فرماتے احسان رکھتے تھے، تاریخ ان کی نظر میں واقعیات کی کھتوں

گجرات پر مسلمانوں کا باقاعدہ سیاسی تسلط علیہ الدین خلیلی کے عہد میں قائم ہوا، علام الدین کو اس علاقہ کی فوج اور بھاں کے تمدنی حالات پر اثر انداز ہونے کا جس قدر خیال تھا، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ ان لوگوں کو جو مغلوں کے حلقوں سے تباہ ہو کر ہندوستان کا ریاست کر رہے تھے، گجرات بھیج دیا تھا، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے جداگانہ آغا محمد ترک جب ہندوستان پر یہ تو سلطان نے ان کو گجرات روانہ کر دیا، خود شیخ محدث تکھتے ہیں:-

سے زیادہ قوموں کی حیات اجتماعی، ان کی علمی اور روحی جدوجہد، اذکار اور اعمال کی تفسیر، اور انسان کی روحانی اور اخلاقی زندگی کی عکاسی کا نام تھا، ان کا خیال تھا کہ ہندوستان میں تاریخ نویسی بہت مختصر اور محدود مقاصد کی لیئے ملک گجرات کا علیہ بڑے سے بڑا علیہ تھا، جس کی تھا کی جا سکتی تھی، لیکن دہلی سے ان کا تعلق اس کو چاکری میں لگ گئی ہے، فرماتے ہیں:-

”ملک کی بدنادتی دیکھئے کہ اپندا سے اپنکے زیر وغیرہ کے نام خاص ٹھوڑا پر قابل ذکر ہیں۔“^{۱۸۹} ہندوستان کی سیکھوں ہماری تحریک کلکسی گنیں اور مختلف عنوانوں سے معلوم ہیں کہ کیا اسہاب تھے، کہ علامہ الدین حنفی کلکسی گنیں مکران میں سے کوئی کتاب ہارج نوکی کے سچے معيار پر پوری نہیں اترتی، جس کتاب کو اٹھا کر دیکھئے معلوم ہوتا ہے کہ رزم بزم کا کوئی افسانہ ہے، قرناوکوں کے ذکر سے اگر کوئی سلطنت خالی ملے گا، تو چنگ وہاب کے ذکر سے اس کو آپ خالی نہ پائیں گے، اور اگر مخفی عمارتوں اور سچے فتحروں بہت بازک تھا، اور صوبہ یا غیرہ تحریکوں کی آمانج کاہ بنا ہوا تھا، چنانچہ وہ باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، بہر حال کے خارجہ اور میں آپ کا دامن الجھ کا تو یہ بھی ملے کا نہیں، لیکی مسلمان کے سمجھنے کی اجازت نہ دیتا!“^{۱۹۰} مسلمان کے سمجھنے کی اسہاب تھے، کہ علامہ الدین حنفی کے بعد محمد بن تعلق نے بھی یہ کوشش کی کہ علامہ و مشائخ کجرات جائیں، اور وہاں حکومت کا ہاتھ بٹائیں، بایا فرید

دولت صنعت امیں

فضل احمد ندوی

فوراً معاملات طے کئے گئے اور ہوٹل کی ایک منی بس کرائے پر لے لی گئی، ہمارا قابلہ یوں تو سو سے زیادہ مردوں اور عورتوں پر مشتمل تھا، ہوٹل آرام دہ اور لوگ سفر کے تھکے ہوئے، اس لیے ناشتے کے بعد اکثر لوگوں نے آرام کے لیے اپنے اپنے کردوں کا رخ کیا، ہم آنکھ تو جوان اپنی ازدواج کو لے کر صنعت کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔

صنعت تاریخ کا ایک مشہور شہر ہے، یہ اپنی خوبصورت وادیوں اور پہاڑی سلسلوں کی وجہ سے شعراء کے لیے بھی پُر کش رہا ہے، عربی کا مشہور مصیر ہے

لا بد من صنعت و ان طال السفر
یعنی صنعت جانا تو ضروری ہے خواہ مسافت
طویل ہی کیوں نہ ہو۔

ہوٹل میں اترتے ہی سب سے پہلے جس حیرت سے تجھ بہاؤ یہ کہ ہوٹل میں کہیں اے یہ کہا تھا، نہ عکھے کا وجد ہو، معلوم ہوا کہ سال بھر بیان کا موسم ٹھنڈا رہتا ہے اور اب تو سردی کی آمد آتی ہے۔

بہر حال ہم نے سب سے پہلے جامع علی عبد اللہ الصاحب کا رخ کیا، علی عبد اللہ الصاحب یعنی کے صدر جہوریہ ہیں، یہ مسجد انہوں نے اپنے ذاتی

صرفے سے بنوائی ہے اور انہی کی طرف منسوب ہی بھی خیال تھا کہ صنعت میں ہوتے ہوئے بھی ہے، یہ مسجد کیا اپنی وسعت میں پورا گاؤں ہے اور فن تحریر کا ایک اعلان ترین نمونہ۔ بتایا گیا کہ مسجد نبی کے بعد یہ دنیا کی سب سے بڑی مسجد ہے، اور چند ہی مہینوں قبل جب کہ ابھی اس سال جو وادیوں کی سیاحت اور اس کے درود یوار میں موجود تاریخ اسلام کے اہانت نقوش کی زیارت کے لیے ساتھیوں سے کہا تھا کہ پہلے سفرج کے موقع پر اللہ ہمارا دل بے چین تھا، ہم اسی ادیگر بن میں تھے کہ نے ارض مبارک شام کی زیارت کا موقع عنایت ہوئی واں نے خود پیش کش کی کہ آپ زیارت فرمایا، اب اللہرج کی توفیق دے تو انشاء اللہ یعنی تو نہیں کرنا چاہتے؟ اب کیا تھا "ذلک ما کننا نیغی"

چہ سال پہلے رفقِ محترم مولانا شیخ بے تکف الہمار کیا تھا، اللہ نے اس خواہش کی لاج رکھی اور غیر سے یمن کے سفر کا انتظام کیا۔

آن رات بھی سے جدہ کے لیے ہماری پرواز اس وقت ہم نے شام کا بھی دیر احصال کیا تھا اور سفر ہے، ان تو بھی رہے تھے کہ ایرانیا سے یہ سفر ہو گا، اچاک مغرب کے بعد یہ آواز کانوں سے تکرانی کہ یہ سفر یعنی جہاز سے دیا صنعت ہو گا اور ایک دوستے ملاقائیں کر کے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی۔

شام کی طرح تاریخ اسلام کے بہت سے گا، جہاز پر سوار ہوتے وقت بھی وہم و گمان میں نہیں نقوش یمن کے ساتھ بھی وابستہ ہیں۔ اسلامی تاریخ تھا کہ صنعت کی زیارت اور سیاحت مقدار ہو چکی ہے، سے دوچیار کئے والے ایک مسلمان کو اس کی زیارت جب علی اسچ جہاز صنعت ایران پورٹ پر لینڈ ہوا تو پا چلا کا شوق ہونا فطری بات ہے، پھر یہ کہ ہم پا شندگان بھلک اال نو انداز کی اصل بھی یمن سے ملتی ہے، اس لیے بھی یمن کی زیارت کا شوق طبعی تھی، اور جب

فندقِ السافر میں اتنا رہا۔ ہوٹل ویچنٹ وفت سے جامعہ الائیمان اور اس کے رئیس شیخ عبد الجید بھی یمنی خیال تھا کہ صنعت میں ہوتے ہوئے بھی زندگی سے کان آشنا ہوئے ہیں، اس وقت سے تو یہ شاید ہوئی میں محسوس رکھا جائے گا اور زیارت کا موقع شوچ کہنا چاہئے کہ بے تابی کی حد کو پہنچ چکا تھا، نہل سکے گا، مگر صنعت کے پہاڑی دروں اور اس کی اور چند ہی مہینوں قبل جب کہ ابھی اس سال جو نبی کے بعد یہ دنیا کی سیاحت اور اس کے درود یوار میں موجود تاریخ اسلام کے اہانت نقوش کی زیارت کے لیے ساتھیوں سے کہا تھا کہ پہلے سفرج کے موقع پر اللہ ہمارا دل بے چین تھا، ہم اسی ادیگر بن میں تھے کہ نے ارض مبارک شام کی زیارت کا موقع عنایت ہوئی واں نے خود پیش کش کی کہ آپ زیارت فرمایا، اب اللہرج کی توفیق دے تو انشاء اللہ یعنی تو نہیں کرنا چاہتے؟ اب کیا تھا "ذلک ما کننا نیغی"

کے ساتھ مشاہیر صوفی کے گجرات کو ہر قم کی صنعتوں اور حرثتوں کا مرکز بنادیا تھا، مختلف جانوروں کی تسلیں اور قشیں جس حققت یہ ہے کہ گجرات کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کی طرح یہاں تیار ہوئی تھیں، اس کا بھی پورے ملک سر زمین تقریباً تمام ان سلاسل کو جنوں نے ہندوستان اور سرکرت دوں زپاؤں میں ہونا بہت ممی خیز ہے، اسی طرح احمد گرمس قاضی کی بادی کے کتبے عربی اور دیناگری ہر سلسلہ کی خانقاہیں قائم ہوئیں، اور جب دہلی اور ملتان کی شیخی میں بھی تھیں تو احمد آباد، سرخ وغیرہ کی سرگرمیوں نے گجرات میں بھی لائے تھے، شاہنشاہ اکبر بھی ان جانوروں کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا تھا، اور چاہتا تھا کہ شیخ کی طرح ہرگز میں جانور اس کی ذمہ داری کر دیں۔

گجرات میں جیلیں، بادیاں، ہالاب، حوض، کوئی بہت کثیر تعداد میں بنائے گئے تھے، اس کا بڑا اسپ بیہاں پانی کی کی تھی، جس کی طرف کچھ اشارات شیخ قاسم الدین اولیاء کے مخطوطات میں بھی ملتے ہیں، احمد آباد کا "وض قطب" ہندوستان کا سب سے بڑا حوض تھا، یہاں داشت کا تھا، قائم ہوا، اور وہی کی خانقاہ ہوں پر پروردگی کے آثار طاری ہو گئے تو گجرات کے روحاںی مرکزوں میں حرکت پیدا ہوئی، چشتیہ سلسلہ کے دو تجدید و احیاء میں شاہکام اللہ ہلوی کا بڑا بام تھا، ان کی تربیت حضرت محبی بندی کے دام میں ہوئی تھی، جو ایک عرصہ تک گجرات متحول ہوا گروں کے مکانوں سے مخفی مسجدیں تھیں، الہلفض لکھتا ہے کہ احمد آباد میں ایک ہزار مسجدیں ہیں، جن کے بیارے اور سکنی انجامی شاہدار اور لکھ ہیں، ابوالفضل کا خیال تھا کہ احمد آباد کی زیست کا حقیقت سب اس کی ساجد ہی تھیں۔

گجرات کے علماء میں مولانا نور الدین شیرازی، مولانا جمال الدین محمد بن عمر حضرتی، شہاب الدین احمد الجایی اسرتی، شیخ علی حقی، سید عبد الداول حسین، مولانا وجیہ الدین طویل وغیرہ کے نام ہندوستان کی ملی تاریخ میں قابل تحریک ہیں، شیخ علی مہماں کے متعلق مولانا سید عظیم الرحمت شفیعیت، شیخ احمد کھواؤ اسلامی عظیم اور جلال شان کو باقی رکھا، سید جلال الدین بخاری، محمد بن جانیان کے پوتے سید نور ہان الدین قطب Commissari (History of Gujarat) مولانا ابو ظفر ندوی (تاریخ گجرات، گجرات کی تدبی نظر انداز تھیں کر سکتا، چدر صرا (Epigraphy India, 1974) میں مذکور کرنے کے بعد گجرات میں آکرے، احمد آباد کا سنگ بنیاد ان ہی کے ہاتھوں رکھا گیا، جس وقت تیمور کا حملہ ہوا، وہ دہلی میں مقیم تھے، انہوں نے دہلی کو تیمور کے قتل وجہت علمی کے باوجود ان کے حقیقی ہماری معلومات کے بہت سے گئے تھے تیری و تجیر ہیں، قاضی جنکن کی طبقہ تحقیقی تھے، میں ان کی زندگی کی تفصیلات اب تک میرضیں، مولانا حسین سید عبد الجی نور حرم نے جن علامہ گجرات کے نام لے ہیں، ان میں سے صرف چند نام ملی مہماں، علامہ شیخ محمد بن طاہر محمد بن حقی، مولانا وجیہ الدین علوپی پر کچھ کامیں اور مصائب میں بھی ٹوں سامنے آئے ہیں، لکھن بن پیشتر علماء پر اپنے کوئی کام نہیں ہوا۔

گجرات میں جن صوفی اور مساجد نے مندار شاد بچائی ہے، اس کا اجتماعی تعارف "یادیاں" میں آگیا ہے، مولانا سید عبد الجی نور حرم نے صحیح لکھا ہے کہ شاہان گجرات

دعاۓ مغفرت

بُنْ مَوْلَانَا شَابُ الدِّينِ نَدوِيِّ مدْنِيِّ مَدْرَسَةِ دَارِ الْعِلُومِ
اسلامیہ بستی کے والدگر امی مولانا محمد تقیٰ قاسمی کا
۱۴ فروری ۱۹۷۲ء مطابق ۱۳۹۱ھ کو انتقال
ہو گیا، ان اللہ وَا نَا ایسا راجعون۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے درج عالیہ ثانی شریعت
کے حکم سید عبدالحیظہ کی والدہ کا مورخہ ہماری
۱۹۷۲ء بروز جمعرات، انتقال ہو گیا، ان اللہ وَا نَا ایسا
راجعون، اللہ تعالیٰ مرحوم کو اجر عظیم اور پیسمانگان
کو بصر جیل عطا فرمائے۔ تاریخ سے دعاۓ
مغفرت کی درخواست ہے۔

کی ایک بہت نمایاں شخصیت ہیں، وہ ایک پختہ کار
عالیٰ دین، بہت بڑے جاہد، زبردست داعی اور فقیم
اور اس کے علمی دلائل فراہم کیے ہیں، اسی موضوع پر
سائنس دان ہیں، سودویت یونیورسٹی کے خلاف جہاد
ان کی مفصل کتاب علم الایمان کے نام سے ہے جو
افغان میں انہوں نے علمی حصہ لیا ہے، ان کا خاص
عنوان جلدیوں میں شائع ہوئی ہے۔

(۲) علم الاجنڈ (یعنی علم جین) جین سے
سائنس دانوں کے سامنے قرآن کریم کے بیان کردہ
متعلق قرآن کریم نے جو حقائق و اشکاف کے ہیں،
علمی حقائق کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ ان کی سی گم
جهان تک سائنس ترقی پا چوہہ سوسال کے بعد پہنچی
ہو جاتی ہے اور ایسا ہوا کہ ان کو سر جلیم خم کر کے دائرہ
اس کو انہوں نے حضرت اکبر یہ طریقے پر اس
اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ ان کی کمی کتابیں ہیں:
میں بیان کیا ہے۔

(۱) الایمان (جس کا اردو ترجمہ ایمان
کیا ہے؟ کے نام سے مولوی محمد سعید حنفی ندوی
کے قلم سے ہم نے شائع کیا ہے) جس میں انہوں
نبوت کے علمی دلائل کو انہوں نے اس میں بیان کیا ہے
(جاری)

نفسی طباعت

سیرت مولانا محمد علی مونگیری

(بائی ندوۃ العلماء)

خاندان، ابتدائی حالات، درس تدریس، علمی و تحقیقی ذوق
سلسلہ نسب، رواییت، تحریک ندوۃ العلماء اور اس کا پس منظر، ندوۃ
العلماء کا قیام، اور مولانا کا دور نظامت و ترقی، قادیانیت کا مقابلہ، سلوک
وارشاد اور اصلاح عام، آخری ایام زندگی، وفات، اخلاف
از: مولانا سید محمد الحسنی

مقدمہ

حضرت مولانا سید ابو الحسن حنفی ندوی

خوبصورت طباعت، عمدہ کاغذ، صفحات ۳۲۲، قیمت - Rs. 100/-

ناشر: مجلس صحافت و نشریات

ندوۃ العلماء پوسٹ بکس نمبر ۹۳، بیگر مارگ، لکھنؤ

Declaration of Ownership & Other Details

Form 4 Rule 8

Name of Paper	Tameer-e-Hayat
Place of Publication:	Lucknow
Periodicity of Publication:	
Cheif Editor	Shamsul Haq Nadwi
Nationality	Indian
Address	Compus Darul Uloom Nadwatul Ulama Tagore Marg, Lucknow U.P. INDIA
Printer & Publisher	Athar Husain
Nationality	Indian
Address	21, Adnan Palli, Near Hira Public School, Ring Road, Dubagga, Kakori, Lucknow.

I Athar Husain, Printer/Publisher Declare
That the above information is correct to the best
of my knowledge and belief.

Athar Husain

بغیر کسی جوڑ کے پچھا ہوا ہے جو اسی جگہ تیار کیا گی
یہاں شادی شدہ طلبہ کے لیے بھی بہت
ظرفیت کی نماز میں ہمیں جامعہ الایمان کی مسجد
کھولت ہے، ان کے لیے الگ مکانات میں جہاں
میں پہنچا دو، اگلا پروگرام بعد میں ہو گا، مسجد پہنچے
وہ اپنی یو یوں کے ساتھ رہ سکتے ہیں، چنان اس
وقت ایک ہزار طلبہ اپنی یو یوں کے ساتھ وہاں رہتے
ہوتے ہیں جن طلبہ پر نظر پڑی ان سے دونوں کے
تعلیم رکھتی ہے، ہمارے ساتھیوں میں فقط
اویابوئی کی عظیم ترین اور خوبصورت ترین مسجدیں
پارے میں پوچھا۔ ایک نے کہا آپ ایک پر پی
لے کر طلبہ کے تمام مصارف جامعہ برداشت کرتا
ہے، اس تعلیم کے علاوہ مسجد میں حلقة وار تعلیم کا قدیم
نظام بھی یہاں قائم ہے، مسجد کے مختلف حصوں میں
اور دو درور سے نظر آتی ہے، مسجد پر سات
کروڑ امریکی ڈالر خرچ ہوئے ہیں، اور یقیناً ہوئے
ہوں گے، مسجد کا افتتاح اسی رمضان مبارک
میں جان آئی اور دوں نے کہا اب ان شاء اللہ پورا دن
جاری تھا۔ مسجد کی زیارت سے فارغ ہوئے تو ظہر
کی نماز کا وقت قریب تھا، جی تو چاہ رہا تھا کہ نماز
میں ادا کریں، مگر قبہ کی نماز میں جامعہ الایمان
پہنچنا اس سے زیادہ ضروری تھا، جامعہ الایمان میں

ظاہر ہے کہ اسلامی روح کا حامل یہ جامعہ دشمن
اور ان کے پیچزاد بھائی مولوی مصعب صزان
عدوی زیر تعلیم ہیں وہ اسی سال یہاں آئے ہوئے
ہر دس طالب علموں پر ایک آدمی متعین ہوتا ہے، نیز
کوئی بھائے گا، چنانچہ اکتوبر کے واقعات کی
ہے، ترکیہ قفس کا بڑا اہتمام ہوتا ہے، اس کے لیے
آڑ میں جامعہ الایمان پر بھی فتح کیا گی، اور غیر ملکی
طلبہ کے داخلے پر پابندی عائد کی گئی، جس کی وجہ سے
یہیں، ان کے دادا حضرموت سے حیدر آباد
ٹلبہ کو دعویٰ تربیت بھی دی جاتی ہے، یعنی صحیح میں
عالم ربیانی بنانے کی کوشش کی جاتی ہے، آئندہ میں
اکبرس گئے تھے، ان یعنی الاصل حیدر آبادی
حضرات کے لیے جن کی اکثریت حیدر آباد کے محلہ
چار میں رہتی ہے، بھن کا دیرا حاصل کرنا نبتابتا
آسان بھی ہوتا ہے، اس کے لیے ہاں ایک خاص
آفس بھی قائم ہے۔

یعنی میں ان کا کوئی پاہا رے پاس نہیں تھا
اور نہ فون نمبر، اچاک خیال آیا کہ شاید ظہر کی نماز
ہوتا ہے، دنیا کے اکثر ممالک کے طلبہ یہاں زیر تعلیم
پہلی شاخ سے ملاقات کی سعادت حاصل کروں، شیخ
عبد الجید زندانی منفرد خصوصیات کی حالت عالم اسلام
میں جامعہ الایمان کی مسجد میں ملاقات ہو، اسی خیال

